بارانِ رحمت

بس اسی کو ہے ثنائے مصطفیٰ لکھنے کا حق
جس قلم کی روشنائی میں ہو شامل احتیاط

شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں اختر کچھوچھوی مدظلہ

نام کتاب؛ باران رحمت

شاعر؛ رئیس المفسرین، عمدۃ المحدثین شیخ الاسلام والمسلمین غوثِ زماں علامہ مدنی میاں اختر کچھوچھوی مدظلہ

ترتیب وتہذیب: سید محمد خالد انور۔ایڈوکیٹ

کمپوزنگ؛ غلام ربانی فدا

نعت کمپوزنگ 09741277047

سن اشاعت؛ ٢٠١١

پہلا اڈیشن؛ ٢٠٠٤

تعداد؛ ٢٠٠٠

قیمت؛ ٨٠ روپے

ناشر ویب ایڈیشن؛ مدنی فاؤنڈیشن ہبلی

انتساب

اپنے والدِ گرامی

حضرت مخدوم الملت مولانا ابوالمحامد سید محمد اشرفی المعروف بہ محدث اعظم ہند

علیہ الرحمۃ

کے نام

جن کے فیضانِ نظر آداب زندگی اور خدمت لوح وقلم کا

شعور عطا کیا۔

مولانا سید محمد مدنی اختر کچھوچھوی

ذکروتعارف

حمد، نعت اور منقبت تینوں الفاظ یوں تو مشترک المعنیٰ ہیں یعنی سب تعریف و توصیف ہی کی نشاندہی کرتے ہیں البتہ علمائے دین وادب نے محل استعمال کونسبت سے مقید کررکھا ہے مثلاً جب تعریف وتوصیف کی نسبت رب ذوالجلال کی طرف ہوگی تو اسے حمد کہیں گے۔ جب نبی کریم ﷺ کی جانب ہوگی تو اسے نعت سمجھیں گے اور جب صحابہ، ولی یا کوئی باکمال بزرگ کی تعریف وتوصیف کا مقصود ہوگا تو اسے منقبت سے تعبیر کریں گے۔

اس نسبتی فرق وامیاز نے اگر ایک طرف عقیدہ ونظریہ کی شدت وحدت کی حصار بندی کی ہے تو دوسری جانب طائرتخیل کوبھی پابند کردیا ہے کہ وہ اپنی حدے باہر پرواز نہ کرے۔

اصناف شاعری میں حمد، نعت اور منقبت کی کوئی مخصوص اور متعین ہئیت نہیں ہے۔سارے اصناف شاعری میں ان سب کی جلوہ گری پائی جاتی ہے تاہم یہ حقیقت ذہن میں رہے کہ حمدونعت کی اصل پہچان صرف افکارومیلانات سے ہوتی ہے ان کا معتبر و مستند مآخذ کتاب و سنت ہے اور تاریخ و سیران کے لئے ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔۔۔۔۔یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ نعت کا محور ومرکز رسول عربی ﷺ کی ذات والاصفات ہے۔یہ عظیم المرتبت ذات منصب نبوت ورسالت پر فائز ہے اور خالق ومخلوق کے درمیان کی وہ بنیادی کڑی ہے۔جومخلوق کو خالق سے ملاتی ہے۔عارفوں کی زبان میں اس بنیادی کڑی کا دوسرانام واسطۃ الفیض ہے اس اعتبار سے منصب نبوت ورسالت کے وہ اہم تقاضے سامنے آتے ہیں۔اول خالق سے اس کے احکام وفرامین کوحاصل کرنا دوم انھیں مخلوق کوارسال کرنااور اپنی ذات کو انکا نمونۂ عمل بنانا۔۔۔۔ذرا غور کیجئے کہ ایسی باعظمت اور بےمثل شخصیت کی مدح وستائش کس قدر دشوار ہے جہاں فکری اور لسانی دونوں لحاظ سے

افراط وتفریط کی کوئی گنجائش نہیں!افراط میں یہ اندیشہ ہے کہ کہیں اس واسطۃ الفیض کو خدا نخواستہ کوئی خدا نہ سمجھے اورتفریط میں یہ دھڑکن رہتی ہے کہ کہیں اسے کوئی اپنی طرح نہ سمجھنے لگے!اسی لئے نعتیہ شاعری کے لئے پھونک پھونک کرقدم رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔اسی نزاکت وسنگینی کا احساس عرفی شیرازی کو ہواتو بول پڑا:

عرفی مشتاب ایں رہ نعت است نہ صحرا ست
آہستہ کہ رہ بردم تیغ است قدم را

بیدل جیسے قادرالکلام شاعر نے بھی بے ساختہ کہہ دیا:

زلاف حمد ونعت اولیٰ ست برخاک ادب خفتن
سجودی تواں کردن درودے می تواں گفتن

جب ہم نعت کے سلسلہ نورانی کی ابتدا تلاش کرتے ہیں تو ہمارے سامنے وہ پہلا منظرآتا ہے جب خالق کائنات نے اپنے محبوب کے نور کی تخلیق کی اوراعزازنبوت سے سرفراز کیااور عالم ارواح ہی میں تمام انبیاء ومرسلین کی روحوں سے اپنے ربوبیت کاملہ کا عہد لیااور اسی کے ساتھ یہ اقراربھی کہ اس نور اول کی اپنے اپنے عہد میں آنے کی بشارت دینا،فضیلت بیان کرنااور مددپہونچانا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسی عہد میثاق نے حمدونعت کی داغ بیل ڈالی ہے،دوسرامنظروہ ہے کہ رب کائنات نے اسی نوراول سے سارے جہانوں کی تخلیق فرمائی اورسیدنا آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں اس نور کورکھ سارے ملائکہ کوحکم دیا کہ اب آدم کا سجدۂ تعظیمی کرو!عارفوں کا کہنا ہے کہ حضرت آدم کی تعظیم وتوقیراوران کا مسجود ملائک ہونا اسی نوراول کی جلوہ گری کی بدولت تھا۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت نے مجموعہ قصائد میں کیا خوب فرماتے ہیں۔یہاں صرف ترجمہ پراکتفا کیاجاتا ہے۔ملاحظہ ہو:

۱) آپ کی وہ مقدس ذات ہے کہ اگرآپ نہ ہوتے تو ہرگز کوئی آدمی پیدا نہ ہوتااور نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی۔

۲) آپ وہ ہیں کہ آپ کے نور سے چاندکوروشنی حاصل ہےاورآفتاب آپ ہی کے نور سے منور ہے

۳) آپ وہ ہیں کہ جب آدم نے لغزش کے سبب آپ کا وسیلہ پایا تو وہ کامیاب ہو گئے حالانکہ وہ آپ کے باپ ہیں

۴) آپ ہی کے سیلہ سے (حضرت) خلیل نے دعا مانگی تو آپ کے روشن نور سے آگ ٹھنڈی ہوگئی

۵) اور حضرت ایوب نے اپنی مصیبت میں آپ ہی کو پکارا تو اس کے باعث ان کی مصیبت دور ہوگئی۔

۶) اور (حضرت) مسیح آپ ہی کی بشارت اور صفات حسنہ کی خبر دیتے ہوئے آئے

۷) اسی طرح (حضرت) موسیٰ آپ کا وسیلہ اختیار کرنے والے اور قیامت میں آپ کے سبزہ زار میں پناہ لینے والے ہیں۔

۸) اور انبیا وتمام مخلوقات میں ہر مخلوق ،رسول، ملائکہ آپ کے جھنڈے کے نیچے ہونگے

انھیں خیالات وافکار کو مولانا جامی نے اپنے مخصوص انداز میں یوں پیش کیا ہے

وصلی اللہ علی نورکزد شدنورہا پیدا
زمیں از حب او ساکن فلک در عشق اوشیدا
محمداحمد و محمود دے را خالقش بستود
کزد شد بود ہرموجود زد شد دیدہا بینا
اگر نام محمد رانیا وردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا
نہ ایوب از بلاراحت نہ یوسف حشمت وجاہت
نہ عیسیٰ آن مسیحا دم نہ موسیٰ آن ید بیضا

اس طور سے صنف نعت نے اپنی پہلی ارتقائی منزل طئے کی۔اس پہلی منزل یعنی عالم ارواح میں رب کائنات ،ملائکہ اور انبیاء ومرسلین سب ہی نعت نور محمدی کا نمونہ پیش کیا اور جب وہی نور اول جامۂ بشری میں اس جہانِ خاکی کی اصلاح وترتیب کی خاطر بھیجا گیا

تو رسول عربی ﷺ کی صورت میں نمودار ہوا آپ نے ۴۰ سالہ زندگی خاموشی کے ساتھ ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت میں گزاری اور سب کی نگاہوں میں امین و صادق رہے۔ پھر آپ نے اعلان نبوت فرمایا اور نزول وحی الٰہی کا سلسلہ شروع ہوا۔ دور جاہلیت کے ادب کو دیکھئے تو اندازہ ہوگا کہ عربی زبان کا جاہ وجلال اور کروفر کا احساس نمایاں طور پر چھایا ہوا ہے۔ قصیدہ نگاری کا عام مذاق تھا قبائلی رنجش، آپسی چپلقش، سماجی انتشار وافتراق نیز باہمی جنگ وجدال شاعری کے مخصوص موضوعات تھے۔ قرآنی اسلوب نے فکری اور لسانی دونوں اعتبار سے عربی زبان وادب کو متاثر کیا۔ اب طلوع اسلام کے بعد ایک طرف مشرکین مکہ اپنے عقائد میں پیغمبر اسلام کے خلاف سبک روی کی راہ اختیار کرنے لگے اور دوسری جانب اسلام پسندوں نے ان کی آوارہ خیالی کا منظوم جواب دینے کے ساتھ اسلام کی صداقت اور نبی ﷺ کے اوصاف جلیلہ اور اخلاق حمیدہ کو نمایاں کرنے میں لگ گئے، ۔ اسی فکری آویزش نے بھی نعت کے فن کو خاص جلا بخشی اور عربی ادب میں پیغمبر اسلام کے تعلق سے صدق مقال۔ حسن کردار، صفت حیا۔ عدل وانصاف اور خلق عظیم کے مضامین شامل ہوئے، شعرائے عرب میں خلفائے راشدین اور آئمۂ اہل بیت کی شمولیت کے ساتھ حسان بن ثابت، کعب بن مالک، عبداللہ بن رواحہ، کعب بن زبیر، وغیرہ کے اسمائے گرمی روز روشن کی طرح چمک رہے ہیں۔ حسان بن ثابت کا یہ ارشاد گرامی کہ '' اپنے حسن کلام سے خدا کے محبوب کو زینت مت دو بلکہ محبوب خدا کے حسن وجمال سے اپنے کلام کو سنوارو'' آج بھی نعتیہ شاعری کے ضابطۂ فن کی شرط اول ہے علاوہ ازیں نزول قرآن کے تسلسل نے اگر ایک جانب رب ذوالجلال کی الہیت والوہیت کو بے نقاب کیا تو دوسری جانب محبوب کردگار کی سیرت وشخصیت کے ایسے نادر ونایاب پہلو اجاگر کئے

جس کی مثال گزشتہ کسی صحف آسمانی میں نہیں ملتی۔ قرآن حکیم نے انبیا علیہم السلام کا نام لیکر عام طور پر مخاطب کیا ہے۔ مثلاً

یا آدم یا نوح، یا موسیٰ، یا عیسیٰ وغیرہ

مگر جب اپنے محبوب ﷺ کو مخاطب فرمایا تو اس انداز سے:

یاایھاالنبی، یاایھاالرسول، یاایھاالمزمل، یاایھاالمدثر، طٰہٰ، یٰسین، وغیرہٗ

اور جب کبھی نام لینا ضروری ہوا تو کسی نہ کسی وصف کے ساتھ مربوط کر دیا مثلاً

وما محمد الارسول(آل عمران ع ۱۵)

محمدرسول الله(فتح ع ٤

ماکان محمدابااحدمن رجالکم ولکن رسول الله وخاتمالنبین وکان الله بکلشئی علیما(احزاب ع٥)

اسی طرح رب تعالیٰ نے ممانعت فرمادی کہ کوئی اس کے محبوب کا نام لیکرنہ پکارے

لاتجعلو دعاء الرسول بینکم کدعابعضکم بعضا(نور ع۹)

انتہا یہ ہے کہ رب تبارک وتعالیٰ نے اپنے اسم گرامی کے ساتھ اپنے محبوب ترین رسول کو بھی شریک کیا ہے

یاایھاالذین آمنو اطیعواالله واطیعوالرسل واولی الامر منکم(نساء، ع۹۸

یاایھاالذین آمنوا اطیعوالله وررسوله ۰ (انفال، ع۳)

ومن یطعر الله ورسوله(نساء۔ ع۲)

قل الانفال للله والرسول(انفال ع ابتدائی)

اسی پر بس نہیں بلکہ اللہ جل شانہ نے اپنے کلام مقدس (قرآن حکیم) مین اپنے محبوب کا خلق عظیم ،صبروشکر،عفوودرگزر،وسعت علم،شفقت ورحمت،سخاوت وایثار،عزم واستقلال ،قوت وشجاعت،صدق وصفا،عفت وحیا،عدل وانصاف،ذوق عبادت اور مقام قرب خاص کا صراحت کے ساتھ ذکرفرمایاے۔اس غایت درجہ کی محبت وشفقت دلیل کی حیثیت رکھتی ہے کہ رب کائنات نے اپنے محبوب ﷺ کی بطور خاص ثناخوانی کی ہے تاکہ بشری عقل ودانش کے لئے نعت نگاری کے رہنما اصول بنائے جاسکیں

جب اسلام عرب سے چل کرعجم میں داخل ہواتو اس کوسب سے پہلے ایرانی تہذیب و ثقافت کاسامنا کرناپڑا۔قرآنی اسلوب فکراور طرزنگارش نے فارسی شعرا کو حد درجہ متاثر کیا۔چنانچہ صنف نعت کے مذکورہ رہنما اصولوں کی روش پر فارسی شعرا نے فکرقرآنی کو محاسن شعر میں ڈھال کر نعت کے فن کو عروج بخشا۔اس ضمن میں فردوسی،رودکی،سعدی،حافظ،مولاناروم،جامی،خاقانی،قاآنی،نظامی،عرفی،عطارد وغیرہم کے اسمائے گرامی کلیدی حیثیت رکھتے ہیں

جب نعت گوئی کی صنف براہ فارسی اردو زبان کے اقلیم میں پہونچی تو ہندوستان کی

آب وہوا میں اس کے پھلنے پھولنے کے بہتر مواقع میسر آئے، یوں تو یہاں بھی پہلے فارسی زبان میں ہی شعر گوئی کا چلن تھا لیکن بعد میں جب اردو زبان نے اپنے بال و پر نکالے تو دیگر اصناف سخن کی طرح نعت نگاری کا فن بھی اردو زبان میں گھل مل گیا گولگنڈہ اور بیجاپور کی ریاستوں میں اس فن کی بڑی پذیرائی ہوئی پھر جب اس فن نے دکن سے شمال ہند کی طرف رخ کیا تو پہلے خانقاہوں میں اس کی آؤ بھگت ہوتی رہی۔ بعدہ یہاں سے بن سنور کے یہ فن حلقۂ دانشوراں میں پہونچا اوراس کی مقبولیت اس حدتک بڑھ گئی کہ شعرا نے اپنی نجات وعاقبت اور قلبی وذہنی امن وسکون کی خاطر اس فن کے تقدس میں چار چاند لگا دیئے۔

نعت نگاری میں تصوف کے مضامین کو شامل کیا، عشق رسول کو فروغ دیا، محبوب رب جلیل وجمیل کے خصائص کبریٰ اور فضائل عظمیٰ کے ساتھ پرنور سراپا کھینچا۔ ان کی جلوت، ان کی خلوت، ان کا اٹھنا، انکا بیٹھنا، سونا، جاگنا، چلنا، پھرنا، سب کو موضوع سخن بنایا، کمال اخلاص ومحبت، وفور عقیدت، عاجزی، وفروتنی اور وارفتگی وسپردگی کے احساس فرداں کے ساتھ صنف نعت کی معنوی توسیع کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سوچنے سمجھنے کے پیمانے بدلیا سالیب بنای کی سمتیں متعین ہوئیں۔ لفظوں کے رموز وعلائم نے نئ شکلیں اختیار کیں۔ نادر استعارے اور تازہ دم تشبیہوں نے زبان کی رمزیت کو اجاگر کیا۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ میرؔ، سودا، میر درد، مرزا جان جاناںؔ، غالبؔ، ظفرؔ، اقبالؔ، محسنؔ کاکوروی، امیر مینائی، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، حسن بریلوی، مولانا آسیؔ غازیپوری، سید علی حسن احسنؔ جائسی، مولانا سید علی حسین اشرفیؔ کچھوچھوی، مولانا حکیم سید نذر اشرف فاضلؔ کچھوچھوی، مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی وغیرہم کی مساعی جمیلہ رنگارنگی نے اصناف سخن میں خصوصیت کے ساتھ نعت نگاری کی ایک کہکشاں بنائی جس کی آب وتاب آسمان شعروادب پر پھیلی ہوئی ہے۔

اسی تاریخی پس منظر میں ''باران رحمت'' کا مطالعہ کیجئے جوایک مجموعۂ نعت ومنقبت ہے اور مولانا سید محمد مدنی اخترؔ کچھوچھوی کی تخلیق ہے مولانا کو شاعری ورثے میں ملی ہے، وہ ایک ہی وقت میں منقولات ومعقولات پر کامل دسترس رکھنے والے عالم بھی ہیں۔ بین الاقوامی سطح کے خطیب بھی ہیں۔ تفقہ میں منفرد بھی ہیں مسند رشد وہدیت کی زینت بھی ہیں اور معتبر ادیب وشاعر بھی ہیں۔ مولانا کی درجنوں تصانیف اہل علم سے خراج تحسین حاصل

کرچکی ہیں۔ان کا شعری مجموعہ ''باران رحمت'' کے نام سے پہلی بار منصۂ شہود پر آرہاہے، میں پہلے ہی عرض کرچکاہوں کہ مولانا موروثی شاعر ہیں۔ان سے پہلے ان کے والد گرامی محدث اعظم ہندمولانا ابوالمحامد سیدمحمد اشرفی الجیلانی(المتوفی ۲۵دسمبر۱۹۶۱ء) کا مجموعۂ کلام ''فرش پرعرش'' طبع ہوکر ملک و بیرون ملک میں پھیل چکاہے۔مولانا کے دادا مولاناحکیم سید نذراشرف فاضل کچھوچھوی(المتوفی ۲۱نومبر۱۹۳۹ء) اپنے وقت کے زبردست عالم ودانشور تھےفن طبابت وحکمت میں ان کا وجود لاثانی تھا۔شعروادب میں بھی غیرمعمولی دلچسپی رکھتے تھے ان کی زندگی کابڑاحصہ جائس ضلع رائے بریلی کے علمی وادبی ماحول میں گزرا،انہوں نے اپنے حقیقی ماموں مولانا سیدعلی حسن احسنؔ جائسی سے اکتساب علم وفن کیا،دلی کے قیام کے دوران داغؔ دہلوی سے بھی زبان و بیان کا ہنرسیکھا۔کچھوچھا شریف میں علمی وادبی انجمن آرائی ان ہی کی مرہون منت رہی ہے۔

افسوس صدافسوس اس بات پر ہے کہ ان کا شعری سرمایہ محفوظ نہ رہ سکا۔جس کے ہاتھ لگا وہ مالک بن بیٹھا۔یہاں ان کے کلام کی چند جھلکیاں پیش کرنا غالباً نا مناسب نہ ہوگا۔ملاحظہ ہو؛

کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو
تم ایسے رحمت اللعالمیں ہو
شریک عیش و عشرت سب ہیں لیکن
مصیبت کاٹنے والے تمہیں ہو

☆☆☆

عروج کی شب عجیب شب تھی عجب جلوتھا عجب سماں تھا
زمیں تھی ساکت، پہاڑ بےحس، عجیب چکر میں آسماں تھا
ستارے باہم تھےنورافشاں فلک کاہرحصہ تھاچراغاں
جہاں میں ذرے چمک رہے تھے زمیں کاہرگوشہ کہکشاں تھا
محبّ ومحبوب کی تجلی سے سب حجابات اٹھ گئے تھے
عجب تماشہ تھاچارجانب عیاں نہاں تھانہاں عیاں تھا

حضرت فاضلؔ کا رنگ تغزل بھی دیکھئے:

موسم گل کو کیا کروں دل ہی نہیں قرار میں
زخم جگر ہرے ہوئے آگ لگے بہار میں

ان کا عارفانہ طرز سخن بھی ملاحظہ ہو

نمی دانم کہ آخر چوں دم دیدار می رقصم
مگر نازم بریں ذوقے کہ پیش یار می رقصم
نگاہش جانب من چشم من محو تماشایش
منم دیوانہ لیکن بادل ہشیار می رقصم
زہے رندی کہ پامالش کنم صد پارسائی را
خوشا تقویٰ کہ من باجبّ ودستار می رقصم
بیا جاناں تماشہ کن کہ در انبوہ جانبازاں
بصد سامان رسوائی سر بازار می رقصم
تو آں قاتل کہ از بہر تماشہ خون خونخوار می رقصم
برائے شعلہ می رقصم تپش چوں حالتی آرد
خلش چوں لذتی بخشد بنوک خار می رقصم
زہے رنگ تماشایش خوشا ذوق دلم فاضلؔ
کہ می بیند چوں او یکبار من صد بار می رقصم

(ماخوذ از رسالہ اشرفی بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۴ء)

حضرت فاضلؔ کچھوچھوی کے اور بھی اشعار ہیں ان کی منقبت بھی ملی نظم ہے اور منظوم ترجمے بھی ہیں جنہیں طوالت کے خوف سے نظر انداز کیا جاتا ہے اس مختصر تحریر سے

اندازہ ہوگیا ہوگا کہ جس علمی وادبی اور دینی ماحول میں مولانا سید محمد مدنی اختر کچھوچھوی نے آنکھیں کھولی ہیں اور ذہنی تربیت حاصل کی ہیں وہ ہمیشہ ایک غیر معمولی اہمیت وافادیت کا حامل رہا ہے

بہرحال باران رحمت کا آغاز حمد الٰہی کے ان چار مصرعوں سے ہوتا ہے

ذرے ذرے سے نمایاں ہے مگر پنہاں ہے
میرے معبود! تیری پردہ نشینی ہے عجیب
دور اتنا کہ تخیل کی رسائی ہے محال
اور قربت کا یہ عالم کہ رگِ جاں سے قریب

ان چار مصرعوں میں کتاب اللہ کی جلوہ گری ہےاور و نحن اقرب من حبل الورید کی صدائے ربانی کی گونج سنائی دیتی ہے،،مولانا اختر کچھوچھوی کے تخلیق ذہن نے اس حقیقت مطلقہ کی معرفت کرائی ہے جومستور بھی ہے اور نمایاں بھی بعید تر بھی ہے اور قریب تر بھ۔مزید برآں اس کی پردہ نشینی رعقل انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈالے ہوئے ہے۔اسی فکری کشمکش سے مولانا آسی غازیپوری کو بھی دوچار ہونا پڑا تھا، ملاحضہ ہو:

بے حجابی یہ کہ ہرذرہ سے جلوہ آشکار
اس پر یہ گھونگھٹ کہ صورت آج تک نادیدہ ہے

مگر مولانا اختر کچھوچھوی کا رنگ دوسرا ہے۔وہ اپنے معبود کو مخاطب کرتے ہیں کمال ادب کے اور حیرت واستعجاب کا اظہار کرکے گویا جاننا چاہتے ہیں کہ اس پردہ نشینی کے دو مختلف مظاہر والوان کا راز کیا ہے! اس لحاظ سے مولانا کا فکری ارتقاع سے ایک جداگانہ انفرادیت رکھتا ہے۔اور اسلوب بیان کی سادگی و پرکاری نے اسے غیر معمولی جلا بخشا ہے ان چار مصرعوں کو اگر شرعت وشاعری کے امتزاج کا ایک حسین نمونہ کہا جائے تو شاید نامناسب نہ ہوگا!

حمد باری تعالیٰ کا دوسرا خوبصورت نمونہ ایک نظم میں بھی پایا جاتا ہے جو اظہار تشکر کے عنوان سے باران رحمت میں شامل ہے، ملاحظہ ہو:

اے خدا شکر ترا، شکر ترا، شکر ترا

خاک بے مایہ سے انسان بنایا مجھ کو
زیور دانش و حکمتسے سجایا مجھ کو
نقش پائے شہ عالم پہ چلایا مجھ کو

اے خدا شکر ترا، شکرترا،شکرترا

ساقئ کوثروتسنیم کا میخوارکیا
بدۂ حب نبی سے مجھے سرشار کیا
دل تاریک کو رشک مہ ضوبار کیا

اے خدا شکر ترا، شکرترا،شکرترا

ماندگی مجھ میں جو پاتی ہے عنایت تیری
سرمۂ نیند لگاتی ہے عنایت تیری
میرا دکھ درد مٹاتی ہے عنایت تیری

اے خدا شکر ترا، شکرترا،شکرترا

مذکورہ نظم میں ہر بند کی پیشانی پر''اے خدا شکر ترا،شکرترا،شکرترا'' کی تکرار کے ساتھ رب ذوالجلال کے فضل بے پایاں ،رحمت بے کراں، اورالطاف فرداں کے جونقش و نگار پیش کئے گئے ہیں وہ شاعری کے عارفانہ بصیرت اور دینی شعور کی آئینہ داری کرتے ہیں ۔کیا عجب مولانا اختر کچھوچھوی کے ذہن رسا نیصنعت تکرا کا یہ دلربا انداز قرآن حکیم کی سورۂ رحمٰن سے مستعار لیا ہو جہاں ’فبای الاء ربکما تکذبان'' کی تکرار کے ساتھ رب تعالیٰ اپنے فضل وکرم،انعام واکرام اور دادودہش کی رنگارنگی کو شمار کراتا ہے۔ یہ فرق ضرور ہے ایک جگہ نعمت کے ذکر کے بعد ’فبای الاء ربکما تکذبان کی تکرار سے اصلاحی طور پر کریدنے اور جھنجھوڑنے کا اہتمام ہے اور دوسری جگہ نعمتوں کے حسول کا اعتراف واقرار ہے اور بارگاہ

رب العزت میں جذبہ احسان مندی لئے سر نیاز جھکانے کی ادا ہے۔ چنانچہ دونوں جگہ لذت تکرار نے کلام کی معنویت میں دل کشی پیدا کردی ہے

ولانا اختر کچھوچھوی کی نعتیہ شاعری اپنی انفرادی شان رکھتی ہے ان کی شاعرانہ طبیعت کا مرکز ومحور ''عشق رسول'' ہے وہ کامل ایمان وایقان کے ساتھ اپنے مرکز شعری سے والہانہ تعلق خاطر رکھتے ہین ان کی نظر میں محمد رسول اللہ دلیل لا الہ الا اللہ ہیں لہٰذا دلیل کو سمجھنے اور ماننے بغیر دعویٰ کی تفہیم ممکن ہی نہیں ہے بقول اقبال:

بمصطفی برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست

اگر باد نرسیدی تمام بو لہبی ست

(ارمغان حجاز)

یہی وجہ ہے کہ وہ اس دلیل کے گرد گھومتے رہتے ہیں اور فکری مواد حاصل کرتے ہیں کتاب وسنت سے ان کی وابستگی اس دلیل کی بوقلمونی کو مزید نمایاں کرتی ہے۔ ان کی ایک نعت ملاحظہ ہو؛

خدائے و برتر بالا ہمیں پتہ کیاہے

ترے حبیب مکرم کا مرتبہ کیا ہے

جبین حضرت جبرئی پر کف پا ہے

ہے ابتدا کا یہ عالم تو انتہا کیا ہے

خدا کی شان جلال و جمال کے مظہر

ہر ایک سمت ہے تو ہی ترے سوا کیا ہے

کوئی بلال سے پوچھے خبیب سے سمجھے

خمارِ الفتِ محبوب کبریا کیا ہے

سمجھ لو عہد رسالت کے جاں نثاروں سے

کامل صدق و صفارشتۂ وفا کیا ہے

بشر کے بھیس میں لاک البشر کی شان رہی

یہ معجزہ جو نہیں ہے تو معجزہ کیا ہے

غم فراق نبی میں جو آنکھ سے نکلے

خداہی جانے ان اشکوں کا مرتبہ کیا ہے
کرم کرم کہ کریمی ہی شان ہے تیری
ترے کرم کے مقابل مری خطا کیا ہے
جو میری جان سے زیادہ قریب ہیں مجھ سے
انھیں کو ڈھونڈ رہاہوں مجھے ہوا کیا ہے
فقط تمہاری شفاعت کا آسرا ہے حضور
ہمارے پاس گناہوں کے ماسوا کیا ہے
چلو دیارِ مدینہ جو دیکھنا چاہو
زمیں سے عرشِ معلّٰی کا فاصلہ کیا ہے
بخاری پڑھ کے بھی شان محمدعربی
سمجھ نہ پائے اگر تم تو پڑھا کیا ہے
وہ دیکھو گنبدِ خضریٰ ہے رو برو تیرے
نثار کردے دلِ و جان دیکھتا کیا ہے
کھڑا ہے اخترؔ عاصی درِ مقدس پر
حضور آپ کی رحمت کا فیصلہ کیا ہے

اس موقع پر مولانا کی دوسری نعت بھی پیش کی جاتی ہے جوفکروفن کے امتزاج کاحسین مرقع ہے؛

اس دیار قدس میں لازم ہے اے دل احتیاط
بے ادب ہیں کر نہیں پاتے جو غافل احتیاط
جی میں آتا ہے لپٹ جاؤں مزار پاک سے
کیا کروں ہے میرے ارمانوں کی قاتل احتیاط
اضطرابِ عشق کا اظہارر ہو بے حرف و صوت
اے غم دل احتیاط اے وحشت دل احتیاط
عشق کی خود ورفگی بھی حسن سے کچھ کم نہیں
ہے مگر اس حسن کے رخسار کا تل احتیاط

ان کے دامن تک پہونچ جائیں نہ چھینٹیں خون کے
ہے تڑپنے میں بھی لازم مرغ بسمل احتیاط
آ بتاؤں تجھ کو میں ارشاد او ادنیٰ کا راز
ان کے ذکر قرب میں لازم ہے کامل احتیاط
صرف سدرہ تک رفاقت اور پھر عذر لطیف
عقل والو ہے ادائے عقل کامل احتیاط
بس اسی کو ہے ثنائے مصطفیٰ لکھنے کا حق
جس قلم کی روشنائی میں ہو شامل احتیاط
نام پر توحید کے انکارتعظیم رسول
کیا غضب ہے کفر کو کہتے ہیں جاہل احتیاط
اس ادب نا آشنا ماحول میں اختؔر کہیں
رہ نہ جائے ہو کے مثل حرف باطل احتیاط

مذکورہ بالا دونوں نعتوں میں فکر کی جولانی، جذبہ کا کڑھاؤ، فنی چابکدستی کتاب وسنت سے ممارست سب مل کر اسی ایک سرچشمہ حیات کی نشاندہی کرتے ہیں جس کا نام ''عشق رسول'' ہے اسی عشق کے نقش ہائے رنگ رنگ ان اشعار میں بھی دیکھئے:

بڑے لطیف ہیں نازک سے گھر میں رہتے ہیں
میرے حضور میری چشم تر میں رہتے ہیں
یہ واقعہ ہے لباس بشر بھی دھوکا ہے
یہ معجزہ ہے لباس بشر میں رہتے ہیں
خدا کے نور کو اپنی طرح سمجھتے ہیں
یہ کون لوگ ہیں کس کے اثر میں رہتے ہیں

☆☆☆

حسن خورشید نہ مہتاب کا جلوہ دیکھو
آؤ احمد کے کفِ پا کا تماشہ دیکھو
دیکھنے والو دیارِ شہِ بطحا دیکھو

فرش کی گود میں ہے عرش معلیٰ دیکھو

☆☆☆

سوچتاہوں کیا کہوں میں، کیا نظر آنے لگا
وہ ریاض برزخ کبریٰ نظر آنے لگا
آنکھ جب تک بند تھی اک آدمی سمجھا تجھے
اور جب وا ہو گئی کیا کیا نظر آنے لگا
ان کی یادوں میں جو ٹپکا اشک اختر آنکھ سے
منزلت میں عرش کا تارہ نظر آنے لگا

☆☆☆☆

اے حسین بن علی تیری شہادت کو سلام
دین حق اب نہ کسی دور میں تنہا ہوگا

رب نے چاہا تو قیامت میں سبھی دیکھیں گے
ان کے قدموں میں پڑا اختر خستہ ہوگا

☆☆☆☆

وہ مری جان بھی جان کی جان بھی میرا ایمان بھی روح ایمان بھی
مہبط آیات قرآن بھی اور قرآن بھی روح قرآن بھی
نور و بشریٰ کا یہ امتزاج حسیں جیسے انگشتری میں چمکتا نگیں
عالم نور میں نور رحمٰن بھی عالم انس میں پیک انسان بھی

☆☆☆☆

اس روئے والضحیٰ کی صفا کچھ نہ پوچھئے
آئینہ جمال خدا کچھ نہ پوچھئے
قوسین پر وہ نور اونیٰ میں چھپ گئے
پھر کیا ہوا ہوا جو ہوا کچھ نہ پوچھئے

☆☆☆☆

ذکر جہاں میں ہم سب پڑ کر کیوں ضائع لمحات کریں
آؤ پڑھیں والشّمس کی سورت روئے نبی کی بات کریں
نور خدا ہے نور نبی ہے نور ہے دیں اور نور کتاب
ہم ایسے روشن قسمت کیوں تاریکی کی بات کریں
یہ لذات کی دنیا کب تک؟ اس کی اسیری ٹھیک نہیں
آؤ سمجھ سے کام لیں اختؔر خود کو طالب ذات کریں

☆☆☆☆

روشن زمیں ہوئی تو حسیں آسماں ہوا
نور رخِ نبی سے منور جہاں ہوا
کیا خوب ہے کمال تصرف کی یہ مثال
پروردۂ نبی پہ خدا کا گماں ہوا
نعت رسول آیۂ رحمت کا ہے کرم
میں ہم زبانِ انجمن قدسیاں ہوا

☆☆☆

صرف اتنا ہی نہیں غم سے رہائی مل جائے
وہ جو مل جائیں تو پھر ساری خدائی مل جائے
میں یہ سمجھوں گا مجھے دولت کونین ملی
راہ طیبہ کی اگر آبلہ پائی مل جائے

☆☆☆

سرمژگاں پہ کچھ سیال موتی جگمگاتے ہیں
اسے میں روشنی ان کی کہوں یا روشنی اپنی

مولانا اختؔر کچھوچھوی نے ۱۲ اشعار پر مشتمل ایک ساقی نامہ بھی لکھا ہے جس کا مطلع

ہے:

تمہاری آمد لئے ہوئے ہے نوید صبح بہار ساقی
گلوں کے لب پہ ہے مسکراہٹ غریق شادی ہیں خار ساقی

یہاں ساقی سے مراد محبوب رب ذوالجلال کی ذات واکلا صفات ہے۔ یہ مولانا نے محاسن شعری کے ساتھ اپنے قلبی واردات کو پیش کرتے ہوئے حضور آیۂ رحمت ﷺ کی معجزانہ شخصیت کے کئی نادر پہلوؤں کو زینت قرطاس بنایا ہے۔

اگر پلک کو ہو ایک جنبش تو ڈوبتا مہر لوٹ آئے
ترے اشارے پہ ہے نچھاور یہ دور لیل و نہار ساقی
سنا ہے دارسنان ابرو تراش دیتا ہے انگلیوں کو
مگر تری جنبش نظر پہ سر دو عالم نثار ساقی
لرز اٹھے تار عنکبوتی کے مثل ایوان باطل
تری صدا ہے قسم خدا کی صدائے پروردگار ساقی
اگر نگاہ کرم اٹھے تو گناہ گاروں کی بھی بن آئے
خدا نے بخشا ہے تجھ کو سارے جہان کا اختیار ساقی

بڑی فرض ناسناشی ہوگی اگر مولانا اختر کچھوچھوی کی اس نعت کا ذکر نہ کیا جائے جس کا مطلع ہے:

ساقیٔ کوثر مرا جب میر میخانہ بنا
چاند و سورج خم بنے ہر نجم پیمانہ بنا

اسی نعت کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

اللہ اللہ رفعت اشک غم ہجر نبی
جونہی ٹپکا آنکھ سے تسبیح کا دانہ بنا
آج بھی سورج پلٹ سکتا ہے تیرے واسطے
اپنے دل کو الفت احمد کا کاشانہ بنا

چاند کی رفعت کو چھو لینا کہاں کی عقل ہے
عقل یہ ہے چاند کو خود اپنا دیوانہ بنا
جانے کتنی ٹھوکریں کھاتا ہوا آیا ہوں میں
مجھ کو محروم تمنا میرے مولیٰ نہ بنا
دھو کے اپنے نطق کو مدح نبی کے آب سے
اپنی ہر ہر بات اے اختر حکیمانہ بنا

مذکورہ بالا نعت عقیدہ کی پختگی ،عشق رسول سے کامل وابستگی، فروتنی وخودسپردگی اورعصری میلان کا شدید احساس دلاتی ہے اپنی ہر بات حکیمانہ بنانے کا گربھی اس نعت میں بتایا گیا ہے۔ابلاغ وترسیل کا ہنرہمدوش قلب ونظر ہونے کے سبب ایسی ادبی فضا قائم کئے ہوئے ہے جہاں حسن ولطافت بھی ہے اوراثر آفرینی بھی۔

باران رحمت میں تاریخ وسن نہ ہونے کے باعث یہ اندازہ لگانا ذرادشوارلگتا ہے کہ مولانا اختر کچھوچھوی کے تخلیق ذہن کا ارتقائی منازل کی نشاندہی کی جائے تاہم اخ خاصہ حصہ ان کے نعتیہ کلام میں ایسا ہے جوان کے ابتدائی نقوش شاعری کی اپنے اندرونی شواہد کی بناپر گواہی دیتا ہے اگر اسے ابتدائی نقوش کے عنوان سے علیحدہ شامل کردیا جائے تو شاید نامناسب نہ ہوگا۔

باران رحمت میں چند منقبیں بھی ہیں تضمین بھی ہے اورمتفرق اشعار بھی ہیں ان سب میں حزم و احتیاط ،حسن عقدت ،فکر کا بانکپن،جذبہ کی حرارت ،لفظ وبیان کی تہہ دار معنویت اورمواعظ حسنہ کی دلکشی سب کچھ موجود ہے۔مولانا اختر کچھوچھوی کے مواعظ حسنہ کے تعلق سے درج ذیل اشعار ملاحظہ کیجئے:

بجھ گئی عشق کی آگ اندھیر ہے وہ حرارت گئی وہ شرارہ گیا
دعوت حسن کردار بے سود ہے تھا جو حسن عمل کا سہارا گیا
جس میں پاس شریعت نہ خوف خدا وہ رہا کیا رہا وہ گیا کیا گیا
ایک تصویر تھی جو مٹا دی گئی یہ غلط ہے مسلمان مارا گیا
مر کے طیبہ میں اختر یہ ظاہر ہوا کچھ نہیں فرش سے عرش کا فاصلہ
گود میں لے لیا رفعت عرش نے قبر میں جس گھڑی میں اتار گیا

شعروادب کے اس معیار وامتیاز کے باوجود مولانا اختر کچھوچھوی کا یہ ارشاد محل نظر ہے کہ

میرے اشعار کو میزان فن پر تولنے والو
فقط دل کی تسلی کے لئے ہے شاعری اپنی

حالانکہ سچائی یہ ہے کہ مولانا کے عزیز و احباب ان کی صلاحیتوں سے بخوبی واقف ہیں۔ان کی منکسر المزاجی کو اچھی طرح جانتے ہیں اور ادبی ماحول کی رنگارنگی میں ان کی خلوت پسند فطرت سادہ کو خوب سمجھتے ہیں! پروفیسر رشید احمد صدیقی کے الفاظ میں ''یہ وہ حیا اور احتیاط ہے جس کو اسلام میں ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے اور شرفائے ادب کا بڑا امتیاز ہے'' مکتوب بنام پروفیسر اسلوب احمد انصاری (مشمولہ آئینہ خانے صفحہ ۱۲۸)

مجھے بیحد مسرت ہے کہ مولانا نے اپنی ادبی وراثت کو آگے بڑھایا ہے اور اس میں توانائی پیدا کی ہے۔

آخر میں مجھے یہ عرض کرنے میں کوئی تامل نہیں کہ باران رحمت، حمد ونعت ومنقبت کا ایک قابل قدر سرمایہ ہے جہاں شریعت، شعریے اور کلاسیکی ادب کی جگمگاہٹ کا باہمی امتزاج واختلاط دامن دل کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

امید کہ ارباب نقد ونظر اور قدر دان شعروادب اس کی یقیناً پذیرائی کریں گے

سید حسن مثنیٰ انور
الاشرف
سریندر نگر سیکٹر بی
اسماعیل گنج فیض آباد روڑ
لکھنؤ (یوپی)

حمد

ذرے ذرے سے نمایاں ہے مگر پنہاں ہے
میرے معبود! تیری پردہ نشینی ہے عجیب
دور اتنا کہ تخیل کی رسائی ہے محال
اور قربت کا یہ عالم کہ رگِ جاں سے قریب

☆☆☆☆

جو ہو ممدوح خود اپنے خدا کا
بھلا کوئی کرے اس کی ثنا کیا؟
انھیں میری حقیقت کا پتہ ہے
مجھے ان کی حقیقت کا پتہ کیا

☆☆☆☆

ﷺ

ساقیٔ کوثر مراجب میر میخانہ بنا
چاند و سورج خم بنے ہر نجم پیمانہ بنا

حسن فطرت کے ہر اک جلوے سے بیگانہ بنا
دل بڑا ہشیار تھا اس در کا دیوانہ بنا

اس بہانے ہی سے جا پہنچوں لب اعجاز تک
یا الٰہی خاک کر کے مجھ کو پیمانہ بنا

اپنے عقل و ہوش کھونے کا صلہ مل ہی گیا
میرا افسانہ سراپا ان کا افسانہ بنا

اللہ اللہ رفعت اشک غم ہجر نبی
جونہی ٹپکا آنکھ سے تسبیح کا دانہ بنا

آج بھی سورج پلٹ سکتا ہے تیرے واسطے
اپنے دل کو الفت احمد کا کاشانہ بنا

چاند کی رفعت کو چھو لینا کہاں کی عقل ہے
عقل یہ ہے چاند کو خود اپنا دیوانہ بنا

جام و ساغر سے بھی جائے گی کہیں تشنہ لبی
جرعۂ دست کرم کو میرا پیمانہ بنا

جانے کتنی ٹھوکریں کھاتا ہوا آیا ہوں میں
مجھ کو محروم تمنا میرے مولیٰ نہ بنا

ہاتھ ملتی رہ گئی رنگینیٔ حسن مجاز
دل مرا شمع رخ احمد کا پروانہ بنا

دھو کے اپنے نطق کو مدح نبی کے آب سے
اپنی ہر ہر بات اے اخترؔ حکیمانہ بنا

☆☆☆☆

ید بوجہل میں گویا زبان بے زباں ہوگی
اگر جنبش بانگشت امام مرسلاں ہوگی

ﷺ

خدائے و برتر بالا ہمیں پتہ کیاہے
ترے حبیب مکرم کا مرتبہ کیا ہے
جبین حضرت جبرئی پر کف پا ہے
ہے ابتدا کا یہ عالم تو انتہا کیا ہے
خدا کی شان جلال و جمال کے مظہر
ہر ایک سمت ہے تو ہی ترے سوا کیا ہے
کوئی بلال سے پوچھے خبیب سے سمجھے
خمارِ الفتِ محبوب کبریا کیا ہے
سمجھ لو عہد رسالت کے جاں نثاروں سے
کامل صدق و صفارشتۂ وفا کیا ہے
بشر کے بھیس میں لاک البشرکی شان رہی
یہ معجزہ جو نہیں ہے تو معجزہ کیا ہے
غم فراق نبی میں جو آنکھ سے نکلے
خداہی جانے ان اشکوں کا مرتبہ کیا ہے
کرم کرم کہ کریمی ہی شان ہے تیری
ترے کرم کے مقابل مری خطا کیا ہے
جو میری جان سے زیادہ قریب ہیں مجھ سے
انھیں کو ڈھونڈ رہاہوں مجھے ہوا کیا ہے
فقط تمہاری شفاعت کا آسرا ہے حضور
ہمارے پاس گناہوں کے ماسوا کیا ہے
چلو دیارِ مدینہ جو دیکھنا چاہو
زمیں سے عرشِ معلیٰ کا فاصلہ کیا ہے

بخاری پڑھ کے بھی شان محمدعربی
سمجھ نہ پائے اگر تم تو پڑھا کیا ہے
وہ دیکھو گنبدِ خضریٰ ہے رو برو تیرے
نثار کردے دل و جان دیکھتا کیا ہے
کھڑا ہے اختر عاصی درِ مقدس پر
حضور آپ کی رحمت کا فیصلہ کیا ہے
☆☆☆☆☆

ﷺ

بڑے لطیف ہیں نازک سے گھر میں رہتے ہیں
میرے حضور میری چشم تر میں رہتے ہیں
ہمارے دل میں ہمارے جگر میں رہتے ہیں
انہی کے گھر ہیں یہ وہ اپنے گھر میں رہتے ہیں
یہ واقعہ ہے لباس بشر بھی دھوکا ہے
یہ معجزہ ہے لباس بشر میں رہتے ہیں
مقام ان کا نہ فرش زمیں نہ عرش بریں
وہ اپنے چاہنے والوں کے گھر میں رہتے ہیں
ملائکہ بھی عقیدت سے دیکھتے ہیں انھیں
جو خوش نصیب نبی کے نگر میں رہتے ہیں
یقین والے کہاں سے چلے کہاں پہونچے
جو اہل شک ہیں اگر میں مگر میں رہتے ہیں
خداکے نور کو اپنی طرح سمجھتے ہیں
یہ کون لوگ ہیں کس کے اثر میں رہتے ہیں
رہیں وہ اپنوں سے غافل ارے معاذ اللہ
خوشانصیب ہم ان کی نظر میں رہتے ہیں
وہ اور ہی تھا جو قوسین پر نظر آیا
ملک تو اپنی حد بال و پر میں رہتے ہیں
جو اخترؔ ان کے تصور میں صبح و شام کریں
کہیں بھی رہتے ہوں طیبہ نگر میں رہتے ہیں

ﷺ

حسن خورشید نہ مہتاب کا جلوہ دیکھو
آؤ احمد کے کفِ پا کا تماشہ دیکھو
دیکھنے والو دیارِ شہِ بطحا دیکھو
فرش کی گود میں ہے عرش معلیٰ دیکھو
چہرۂ ماہ کو بے داغ تو ہو لینے دو
اس میں پھر جا کے کہیں عکس کفِ پا دیکھو
زاہد وخار صفت خلد بھی ہو جائے گی
کاش تم کوچۂ شاہنشۂ بطحا دیکھو
خواہش جلوۂ سینا بھی بجاہے لیکن
طور بھی رشک کرے جس پہ وہ جلوہ دیکھو
میری تقصیر ہے کیا تیرے کرم سے بھی فزوں
دیکھو تم اپنا کرم ہاتھ نہ میرا دیکھو
خالِ رخِ زلفِ معنبر کی سیاہی کا امیں
خوش نصیبو مرا تاریک نصیبہ دیکھو
ان کے غم سے میری آنکھوں کو ملا اوج فلک
نوکِ غمزہ پہ چمکتا ہے ستارہ دیکھو
چشم خاطر کو جو ہو نور بصیرت مقصود
دیکھنے والو ذرا گنبد خضریٰ دیکھو
کس نے سرکایا نقابِ رخِ روشن اختؔر
ہر طرف ایک قیامت سی ہے برپا دیکھو

ﷺ

سوچتاہوں کیا کہوں میں، کیا نظر آنے لگا
وہ ریاض برزخ کبریٰ نظر آنے لگا

تو نے اعجاز کمال بندگی دیکھا نہیں
بھیس میں بندہ کے خود مولیٰ نظر آنے لگا

نوروبشری مل گئے اور بن گیا نوری بشر
رہ کے پردے میں وہ بے پردہ نظر آنے لگا

پھوٹتے ہی ان کے ہونٹوں پہ تبسم کی کرن
غیرت خورشید ہر ذرہ نظر آنے لگا

جا کے موسیٰ سے بھی کہہ دو وہ بھی آ کر دیکھ لیں
اس کے رخ پہ میم کا پردہ نظر آنے لگا

اے غم ہجر نبی صدبار تیرا شکریہ
دل میرا کعبہ کا بھی کعبہ نظر آنے لگا

میں نے سمجھا عرشِ اعظم ہی اتر کر آگیا
جب تمہارا گنبد خضریٰ نظر آنے لگا
آنکھ جب تک بند تھی اک آدمی سمجھا تجھے
اور جب وا ہو گئی کیا کیا نظر آنے لگا

تو فنا فی الحق ہوا ، پھر کیاہوا، میں کیا کہوں
قطرہ دریا میں گیا دریانظر آنے لگا

ان کی یادوں میں جو ٹپکا اشک اختر آنکھ سے
منزلت میں عرش کا تارہ نظر آنے لگا

☆☆☆☆

ان کا نقش قدم پاگئے
گویا منزل کو ہم پاگئے
اختر اب اور کیا چاہیے
ان کی فرقت کا غم پاگئے

کس لئے فکر کریں حشر کے دن کیا ہوگا
سامنے ان کے جو کچھ ہوگا وہ اچھا ہوگا

جذبۂ عشق بتا وقت وہ کیسا ہوگا
سامنے جب مرے سرکار کا روضہ ہوگا

ان کے ہوتے ہوئے ظلمت تصور کیسا؟
قبر میں میری اجالا ہی اجالا ہوگا

نفسی نفسی کے سوا جب نہ سجھائی دے گا
ربِّ ہب لی کی صدا کوئی لگاتا ہوگا

میں تو غرقاب تھا ساحل سے لگایا کس نے؟
میرا مولا، میرا آقا، میرا داتا ہوگا

اے حسین بن علی تیری شہادت کو سلام
دین حق اب نہ کسی دور میں تنہا ہوگا

رب نے چاہا تو قیامت میں سبھی دیکھیں گے
ان کے قدموں میں پڑا اخترؔ خستہ ہوگا

ضیائے ماہ نہ خورشید کے جمال میں ہے
جو بات میرے نبی آپ کے بلال میں ہے

جواب سل میں طلب کی رفاقتِ جنت
کمال ہوش ربیعہ ترے سوال میں ہے

خدا بھی جس کو رؤف و رحیم کہتا ہے
مرا نبی ہے وہی! حشر کس خیال میں ہے

غلاف کعبہ کہاں گنبد رسول کہاں
فراق میں ہے کہاں رنگ جو وصال میں ہے

رہی خدا کو بھی منظور اس خوشنودی
نہ پوچھ مجھ سے کہ کیا آمنہ کے لال میں ہے

یہ راز آیہ تطہیر سے کھلا اختؔر
ردا کے نیچے جو ہے ظل ذوالجلال میں ہے

☆☆☆☆

اس روئے والضحیٰ کی صفا کچھ نہ پوچھئے
آئینہ جمال خدا کچھ نہ پوچھئے

ہم سے سیاہ بختوں کو سائے میں لے لیا
فضل سحاب زلف دوتا کچھ نہ پوچھئے

قوسین پر وہ نور اونیٰ میں چھپ گئے
پھر کیا ہوا ہوا جو ہوا کچھ نہ پوچھئے

ان کے حضور ہاتھ اٹھانے کی دیر تھی
پھر کیا ملا جو ملا کچھ نہ پوچھئے

اپنے کو دے دیا ہمیں خواجہ کی شکل میں
میرے نبی کی شان عطا کچھ نہ پوچھئے

وہ آخری گھڑی میری بالیں پہ آگئے
حیرت سے تک رہی تھی قضا کچھ نہ پوچھئے

خواجہ کے در کا ایک میں ادنیٰ غلام ہوں
آزاد ہوں بس اس کے سوا کچھ نہ پوچھئے

آواز دے رہا ہے یمن کا غریق عشق
فرقت کے روز و شب کا مزہ کچھ نہ پوچھئے

اختر فضائے خلد بریں خوب تر سہی
شہر نبی کی آب و ہوا کچھ نہ پوچھئے

☆☆☆☆

چشم اعمیٰ میں خورشید دیجور ہے
دیدۂ صاحب دید میں نور ہے
آنکھ والوں سے اے بے بصر پوچھ لے
میرا سرکا نور علیٰ نور ہے

ذکر جہاں میں ہم سب پڑ کر کیوں ضائع لمحات کریں
آؤ پڑھیں والشمس کی سورت روئے نبی کی بات کریں

جن کے آنے کی برکت سے دھرتی کی تقدیر کھلی
آؤ ہم سب ان چرنوں پر جان و دل سوغات کریں

نورِ خدا ہے نورِ نبی ہے نور ہے دیں اور نور کتاب
ہم ایسے روشن قسمت کیوں تاریکی کی بات کریں

رحمت والے پیارے نبی پر پڑھتے رہو دن رات درود
آؤ لوگوں اپنے اوپر رحمت کی برسات کریں

کیا یہ صورت ان کو دکھانے کے لائق ہے غور کرو
سامنے ان کے ہوں شرمندہ کیوں ایسے حالات کریں

قبر میں ھا ھا لا ادری کہنے کی رسوائی سے بچو
بگڑی حالت کب بنتی ہے چاہے لاکھ ھیھات کریں

اہل عشق گزر جاتے ہیں دار و نا کی منزل سے
اہل خرد کے بس میں نہیں ہے اہل عشق کی مات کریں

رات پر ان کی زلف کے سائے دن عارض کا صدقہ لائیں
کیوں نہ پھر ان کے دیوانے یاد انھیں دن رات کریں

یہ لذات کی دنیا کب تک؟ اس کی اسیری ٹھیک نہیں

آؤ سمجھ سے کام لیں اختر خود کو طالب ذات کریں

☆☆☆☆

وہ مری جان بھی جان کی جان بھی میرا ایمان بھی روح ایمان بھی
مہبط آیات قرآن بھی اور قرآن بھی روح قرآن بھی
نور و بشریٰ کا یہ امتزاج حسیں جیسے انگشتری میں چمکتا نگیں
عالم نور میں نور رحمٰن بھی عالم انس میں پیک انسان بھی
نے نبی کو ملی وسعت دم زدن نہ ملک کی زباں کو مجال سخن
لی مع اللہ وقت سے ظاہر ہوا ہے تمہارے لئے ایک وہ آن بھی
مجھ سے م پوچھ معراج کا واقعہ ہے مشیت کے رازوں کا اک سلسلہ
دل کو ان کی رسائی پہ ایمان بھی عقل ایسی رسائی پہ حیران بھی
کیا بتاؤں قیامت کا میں ماجرا رحمتوں غفلتوں کا ہے اک معرکہ
دل کو ان کی شفاعت پہ ایمان بھی عقل اپنے کئے پر پشیمان بھی
ناز سے ایک دن آپ نے یہ کہا یہ بتا طائر سدرۃ المنتہٰی
ہے ترے سامنے کن فکاں تو نے پائی کسی میں مری شان بھی
بولے یہ حضرت جبرئیل امیں اے نگاہ مشیت کے زہرہ جبیں
ہو ترا مثل کوئی، کبھی اور کہیں رب نے رکھا اس کا امکان بھی
ان کی رحمت پہ اختر دل و جاں فدا جن کو کہتا ہے سارا جہاں مصطفٰی
گو میری زندگی ان سے غافل رہی وہ نہ غافل رہے مجھ سے اک آن بھی

اس دیار قدس میں لازم ہے اے دل احتیاط
بے ادب ہیں کر نہیں پاتے جو غافل احتیاط

جی میں آتا ہے لپٹ جاؤں مزار پاک سے
کیا کروں ہے میرے ارمانوں کی قاتل احتیاط

اضطراب عشق کا اظہارر ہو بے حرف و صوت
اے غم دل احتیاط اے وحشت دل احتیاط

عشق کی خود ورفگی بھی حسن سے کچھ کم نہیں
ہے مگر اس حسن کے رخسار کا تل احتیاط

ان کے دامن تک پہونچ جائیں نہ چھینٹیں خون کے
ہے تڑپنے میں بھی لازم مرغ بسمل احتیاط

آ بتاؤں تجھ کو میں ارشاد او ادنیٰ کا راز
ان کے ذکر قرب میں لازم ہے کامل احتیاط

صرف سدرہ تک رفاقت اور پھر عذر لطیف
عقل والو ہے ادائے عقل کامل احتیاط

بس اسی کو ہے ثنائے مصطفیٰ لکھنے کا حق
جس قلم کی روشنائی میں ہو شامل احتیاط

نام پر توحید کے انکار تعظیم رسول
کیا غضب ہے کفر کو کہتے ہیں جاہل احتیاط

اس ادب نا آشنا ماحول میں اختر کہیں
رہ نہ جائے ہو کے مثل حرف باطل احتیاط

میری موت یہ نہ جاؤ مری موت اک گھڑی ہے
میں غلام مصطفیٰ ہوں مری زندگی بڑی ہے

یہ زمانے والے کہدو مرے سامنے نہ آئیں
میں گدائے مصطفیٰ ہو مجھے ان سے کیا پڑی ہے

تری رحمتوں کے جلوے مری غفلتوں کے کھٹکے
ایک عجیب ملتقیٰ پر مری زندگی کھڑی ہے

دم نزع آکے دیجے غم و خوف سے رہائی
میرے حق میں آقا یہ گھڑی بڑی کڑی ہے

وہ حقیقۃ الحقائق جو ہے افضل الخلائق
اسے اپنا سا جو سمجھے وہ دماغ کا سڑی ہے

نہ طاقت لسانی نہ جسارت نظارہ
کیا بتاؤں اپنی حالت نظر ان سے جب لڑی ہے

غم فرقت نبی میں جو نظر بہائے آنسو
ہے خدا گواہ اختر وہ نصیب کی بڑی ہے

روشن زمیں ہوئی تو حسیں آسماں ہوا
نور رخِ نبی سے منور جہاں ہوا

صد شکر اے وفور مسرت کے آنسوؤں
دامانِ عشق غیرتِ ہفت آسماں ہوا

مٹ کے غبارِ راہِ دیارِ نبی بنا
میں یوں شریک قافلۂ کہکشاں ہوا

کیا خوب ہے کمال تصرف کی یہ مثال
پروردۂ نبی پہ خدا کا گماں ہوا

چشم علی میں کیوں نہ ہوں یکساں شہود و غیب
زیب نگاہ کحل لعاب وہاں ہوا

نعت رسول آیۂ رحمت کا ہے کرم
میں ہم زبانِ انجمن قدسیاں ہوا

اختؔر یہ راز فہم بشر کیا سمجھ سکے
کیسے مکان(۱) زیب دۂ لا مکاں ہوا

(مکان سے مراد آپ ﷺ کا لباس بشری ہے۔نور محمدی جس میں مکین ہے)

صرف اتنا ہی نہیں غم سے رہائی مل جائے
وہ جو مل جائیں تو پھر ساری خدائی مل جائے

میں یہ سمجھوں گا مجھے دولت کونین ملی
راہ طیبہ کی اگر آبلہ پائی مل جائے

دور رکھنا ہو تو پھر جذب اویسی دیدو
تا کہ مجھ کو بھی تو کچھ کیف جدائی مل جائے

عرش بھی سمجھے ہوئی اس کو بھی معراج نصیب
ان کے دیوانے کے دل تک جو رسائی مل جائے

ہو عطا ہم کو بھی سرکار عبادت کا شعور
ہم کو بھی ذائقہ ناصیہ سائی مل جائے

اللہ اللہ رے اس عارض والشّمس کا نور
جس پہ پڑ جائے اسے دل کی صفائی مل جائے

جس کو سہنا نہ پڑے پھر الم ہجر و فراق
اخترؔ خستہ جگر کو وہ رسائی مل جائے

بنی ہے مرکز چشم زمانہ بے خودی اپنی
بڑھا دی ہے کسی کی دلکشی نے دلکشی اپنی

ہمیں کافی ہے بس فکر و نظر کی روشنی اپنی
نہ دے اے چاند ہم کو چار دن کی چاندنی اپنی

میرا گھر پھونکنے والے بڑا ممنون ہوں تیرا
چمن کی تیرگی کو چاہئے تھی روشنی اپنی

فراق یا! ان آنکھوں کا پتھرانا بھی کیا شئے ہے
نہ شب کی تیرگی اپنی نہ دن کی روشنی اپنی

سرمژگاں پہ کچھ سیال موتی جگمگاتے ہیں
اسے میں روشنی ان کی کہوں یا روشنی اپنی

میرے اعمال کس لائق ہیں بس اک آسرا یہ ہے
بڑے ہی بخشنے والے سے ہے وابستگی اپنی

کسی دست کرم کا ایک جرعہ ہم کو کافی ہے
مٹے گی جام و ساغر سے کہیں تشنہ لبی اپنی

زمانہ لاکھ چاہے ہم کبھی مرجھا نہیں سکتے
خدا کے فضل سے باقی رہے گی تازگی اپنی

پرِ پرواز اس کے ہم نے خود ہی کاٹ ڈالے ہیں
فلک کو بھی خاطر میں لاتی تھی خودی اپنی

خود اپنے ضعفِ ایمان و عمل نے کردیا پیچھے
زمانہ کی قیادت کر رہی تھی آگہی اپنی

میرے اشعار کو میزان فن پر تولنے والو
فقط دل کی تسلی کے لئے ہے شاعری اپنی

پتہ دیتی ہے اس خورشید کا میری درخشانی
میں اختؔر ہوں نہیں یہ روشنی ہے روشنی اپنی

☆☆☆☆☆

جو بے اثر ہو کے نہ رہ جائے بلند وہ دست التجا کر
دعا سے کب روکتا ہوں تجھ کو مگر سمجھ بوجھ کے دعا کر
نبی سے ہٹ کے کبھی کسی کو خدا ملا ہے نہ مل سکے گا
خدا کے بندے نبی کا ہو کر خدا خدا کر خدا خدا کر

نگاہ ہے سرمگیں تمہاری
مہ منور جبیں تمہاری
کہ نازش گل عذار ہو تم

اگر تمہارا ہو اک اشارہ
فلک سے میں نوچ لاؤں تارا
قمر بھی سینہ کرے دو پارا
قرار لیل و نہار ہو تم

چمن کی رنگینیاں تمہیں سے
گلوں میں رعنائیاں تمہیں سے
مہک رہا ہے جہاں تمہیں سے
مرے چمن کی بہار ہو تم

ہمیں ہے بس آپ کا سہارا
جہاں میں کوئی نہیں ہمارا
توئی سفینہ توئی کنارا
ہمارا دار و مدار ہو تم

اگر ہنسو تم جہان ہنس دے
جہاں کیا رب جہان ہنس دے
زمین ہنس دے زمان ہنس دے
زمانے بھر کا قرار ہو تم

یہ مان کوئی خلیل نکلا

کوئی کلیم جلیل نکلا
کوئی مسیح جمیل نکلا
حبیب پروردگار ہو تم

جو تم کو دیکھے خدا کو دیکھے
جو تم کو سمجھے خدا کو سمجھے
جو تم کو چاہے خدا کو چاہے
کہ ماہِ حسن یار ہو تم

زمیں پہ ہے تیز گام کوئی
فلک پہ محو خرام کوئی
خدا سے ہے ہم کلام کوئی
وہ نازش گل عذار ہو تم

تجھے خدا کے سوا نہ جانا
وہ خواہ انسان ہو یا فرشتہ
ہو چاہے بوبکر سا دل آرا
وہ دل کا میرے قرار ہو تم

☆☆☆☆

دو جہاں میں یا نبی آپ سا حسین نہیں
چاند کی تو بات کیا خاور مبیں نہیں
کس کے در پہ جاؤں میں کس سے لو لگاؤں میں
آپ کے سوا مرا کوئی بھی کہیں نہیں

☆☆☆☆

چلے ہیں عاشقان حسن کوئے یار کی جانب
جہان تیرگی سے پیکر انوار کی جانب سے

☆☆☆☆

زندگی کی ہماری یہ معراج ہے
گر یہ مقبول شاہ زمانہ رہے
جاں جب آزاد ہو عنصری قید سے
سامنے آپ کا آستانہ رہے

تمہاری آمد لئے ہوئے ہے نوید صبح بہار ساقی
گلوں کے لب پہ ہے مسکراہٹ غریق شادی ہیں خار ساقی
کہاں تلک ہائے رے تحمل کہاں تلک ہائے صبر وضبط
ذرا چلے دور رنگیں غضب ہے اب انتظار ساقی
خرد نے کی لاکھ سعی پیہم نہ مل سکا جادۂ تمنا
خود آئی منزل پکارتے ہم چلے جو دیوانہ وار ساقی
اگر پلک کو ہوا یک جنبش تو ڈوبتا مہر لوٹ آئے
ترے اشارے پہ ہے نچھاور یہ دور لیل ونہار ساقی
کرشمۂ چشم مست دیکھے زمانہ بے حجاب ہوکر
ہو شعلہ ریزی خزاں کی وجہ نمود صبح بہار ساقی
سنا ہے دارسنان ابروتراش دیتا ہے انگلیوں کو
مگر تری جنبش نظر پہ سر دو عالم نثار ساقی
ہٹا کے پردوں کو روئے انور سے اس طرف کا بھی دیکھ منظر
ہیں طالب دید ایستادہ قطار اندر قطار ساقی
ہماری تشنہ لبی میں مضمر تمہاری توہین ہے سراسر
گواہ ہے خشت میکدہ بھی کہ ہوں ترا بادہ خوار ساقی
ہے شان محبوبیت نمایاں تری اداؤں سے مثل خاور
ترا تبسم فروغ ہستی تو نازش گل عذار ساقی
لرزا اٹھے تار عنکبوتی کے مثل ایوان باطل
تری صدا ہے قسم خدا کی صدائے پروردگار ساقی
اگر نگاہ کرم اٹھے تو گناہ گاروں کی بھی بن آئے
خدا نے بخشا ہے تجھ کو سارے جہان کا اختیار ساقی

تمہارے تلووں پہ جب نچھاور ہے حسن اختر جمال خاور
تم اور تشبیہہ آفتابی ہو کیسے پھر خوش گوار ساقی

☆☆☆☆

اے نسیم سحر نسیم سحر
گر گزر ہو ترا مدینے سے
مصطفیٰ کو سلام کہہ دینا
سبز جالی لگا کے سینے سے

☆☆☆☆

عشق جب انگڑائیاں لیتا ہے فرط شوق سے
ٹوٹ جاتا ہے طلسم بعدہائے سنگ ومیل
ہر رگ گل سے چھلکتی ہے مئے محبوبیت
ذرہ ذرہ پھر نہ کیوں ہوجائے خوش رنگ وجمیل

☆☆☆☆

اے خالق بہاراں اپنے کرم سے تو نے
''شاہ گل چمن'' کو دی ہے قبا گلابی
چمکانے والے قسمت چمکادے ایسی قسمت
اختر سے ہو نمایاں انداز ماہتابی

زہے تقدیر بیمار محبت چارہ گر آیا
سکوں جان عالم راحت قلب و جگر آیا

نظر مائل بہ گریہ تھی وفور شادانی سے
عجب تھا ماجرا پیش نظر جب تیرا در آیا

فلک پر بن کے چمکے مثل خاور سارے پیغمبر
محمد مصطفیٰ لیکن بانداز دگر آیا

مٹانے فتنہ انگیزی زمانے کی زمانے سے
کنا آمنہ میں امن کا پیغامبر آیا

عجب انداز سے توحید کا گاتا ہوا نغمہ
نوا سنج گلستان براہیمی ادھر آیا

جب آئے جلوہ گاہ رب میں موسیٰ ہو گئے بیخود
تبسم تھا لبوں پر جب وہاں خیر البشر آیا

کہیں واللیل کا منظر کہیں والشّمس کے جلوے
نظارہ ان کی زلف و رخ میں نظروں کو نظر آیا

کلام اللہ تو کہتا ہے ان کو نور یزدانی
مگر کہتے ہیں اہل شر انہیں مجھ سا بشر آیا

تری نغمہ سرائی پر اثر ثابت ہوئی اختؔر
زبان اہل محفل بول اٹھی نغمہ گر آیا

ہم غریبوں کا آسرا تم ہو
بزم کونین کی ضیا تم ہو

کون ہے میری زندگی کی بہار
راز پنہاں سے آشنا تم ہو

ہو گیا نازش دوعالم وہ
جس کو کہدو مرے گدا تم ہو

اس طرف بھی ذرا نگاہ کرم
درد دل کی مرے دوا تم ہو

میرے دل کو ہو خوف رہزن کیوں
جبکہ خود میرے رہنما تم ہو

عکس ہے تیرا شیشۂ دل میں
مرے دل سے کہاں جدا تم ہو

ہم غریبوں کی جھولیاں بھردو
بحر جود و سخا تم ہو

پھر بھلا خوف موج طوفاں کیا
میری کشتی کے نا خدا تم ہو

بخت اختر بھی جگمگا اٹھا
ملتفت جب سے با خدا تم ہو

ہوا ہے ضو فگن نور رسالت بزم امکاں میں
کلی چٹکی کھلے غنچے بہار آئی گلستاں میں

ادھر شیطاں سراپا غرق ہے بحر خجالت میں
ادھر صل علیٰ کا شور برپا ہے گلستاں میں

درخشانی یہ اس خورشید کی ہے جس کی آمد سے
تزلزل آ گیا ہے قیصر و کسریٰ کے ایواں میں

محمد یا محمد کی صدا آتی ہے گلشن سے
ہے میلاد النبی کا جشن بزم عندلیباں میں

بجھ گئی عشق کی آگ اندھیر ہے وہ حرارت گئی وہ شرارہ گیا
دعوت حسن کردار بے سود ہے تھا جو حسن عمل کا سہارا گیا

جس میں پاس شریعت نہ خوف خدا وہ رہا کیا رہا وہ گیا کیا گیا
ایک تصویر تھی جو مٹا دی گئی یہ غلط ہے مسلمان مارا گیا

بدنصیبو! شہنشاہ کونین سے صاحب قربت قاب قوسین سے
تم نے کی دشمنی ہم نے دوستی کیا تمہیں مل گیا کیا ہمارا گیا

اے مری قوم کے زاہد و عالمو نخوت زہد و دانش بری چیز ہے
کیا مجھے یہ بتانا پڑے گا تمہیں کس سبب سے عزازیل مارا گیا

دوستو! وہ بھی مرنا ہے مرنا کوئی رشک کرتی ہو جس ،وت پر زندگی
خاک طیبہ میں میرے عناصر ملے عرش پر میری قسمت کا تارا گیا

مر کے طیبہ میں اختر یہ ظاہر ہوا کچھ نہیں فرش سے عرش کا فاصلہ
گود میں لے لیا رفعت عرش نے قبر میں جس گھڑی میں اتارا گیا

آ گئے ہیں وہ زلفیں بکھیرے
جن پہ صدقے اجالے اندھیرے

عرش حق جھوم اٹھا لیا جب
نام احمد سویرے سویرے

وہ سراپا ہیں نور الٰہی
یہ نہ کہنا کہ ہیں مثل میرے

فرش والے بھی اور چرخ والے
ان کے در پہ لگاتے ہیں پھیرے

گرد مہتاب جیسے ہوں تارے
یوں صحابہ نبی کو ہیں گھیرے

ربط ہے ایسے در سے ہمارا
جن کے تابع ہیں اجالے اندھیرے

پھر ہو کیوں آرزوئے دو عالم
جب کہ اختر محمد ﷺ ہیں میرے

صبیح شان در مصطفیٰ کیا نرالی
کہیں سبز گنبد کہیں سبز جالی

بہ پیش ضیائے غبار مدینہ
مہ چاردہ نے بھی گردن جھکالی

ہماری سمجھ میں یہ اب تک نہ آیا
یہ شب ہے کہ عکس گیسوئے عالی

سلامت رہے کالی کملی تمہاری
ہم ایسوں کی بھی روسیاہی چھپالی

قسم ہے خدا کی در مصطفیٰ کا
زمیں تو زمیں آسماں ہے سوالی

قمر اپنے سینے کو دو نیم کر دے
جو حرکت میں آئے کمان ھلالی

کہاں کوئی مخلوق ہے آپ جیسی
ہے ضرب المثل آپ کی بے مثالی

ہو خاموش اخترؔ یہ جائے ادب ہے
ہے پیش نظر دیکھ روضے کی جالی

اے باد صبا رک جا بھرسن لے تو میری فریاد و فغاں
سلطان دوعالم کے درپر کردینا تو ان باتوں کو عیاں

میں اپنے کئے پر نادم ہوںللہّ چھپالو دامن میں
اظہار خطا سے کیا ہوگا اے واقف اسرار پنہاں

یہ شام و سحر یہ شمس وقمر یہ فرشِ زمیں یہ عرش بریں
یہ جن و ملک جبرئی امیں سب تیرے ہیں زیرفرماں

ہرسمت سے موجیں اٹھتی ہیں اک ایک سہارا ٹوٹ گیا
ساحل سے لگادو کشتی کو اے شاہ رسل اے شاہ زماں

کہنا کہ تڑپتا ہے اخترؔ بلوالو اسے درپر سرور
یاپھر یہ بتادے اے مولایہ تیرا اب جائے کہاں

عروج آسماں کو بھی نہیں خاطر میں لائیں گے
مقدر سے اگر دوگز زمیں طیبہ میں پائیں گے

مدینے میں سنا ہے بگڑیاں بنتی ہیں قسمت کی
وہاں جاکے اپنا بھی مقدرآزمائیں گے

اگر کل جان جانی ہوتو یارب آج ہی جائے
سنا ہے قبر میں بے پردہ وہ تشریف لائیں گے

کبھی میرادل مضطر نہ ہوناکامراں یا رب
ذرا ہم بھی تو دیکھیں وہ کہاں تک آزمائیں گے

قسم ہے مالک یوم قیامت کی قیامت میں
مرادیں اپنے دل کی ساقیٔ کوثر سے پائیں گے

مرا دل بن گیا ہے آستانِ صاحب اسریٰ
یہی کعبہ ہے اپنا ہم اسے کعبہ بنائیں گے

بھلا کیا تاب لائے گی نگاہِ حضرت موسیٰ
رخِ انور سے وہ اختر اگر پردہ ہٹائیں گے

تیری چھوکٹ تک رسائی گر شہا ہو جائے گی
بے وفا تقدیر بھی پیک وفا ہو جائے گی

ان کے در پر گر دفور عشق میں سر رکھ دیا
ایک سجدے میں ادا ساری قضاہو جائے گی

ننھے طائر تک اٹھیں گے لی کے جوش انتقام
ابرہہ کے ظلم کی جب انتہاہو جائے گی

میں تو بس ان کی نگاہ لطف کا مشتاق ہوں
غم نہیں گر ساری دنیا بے وفا ہو جائے گی

خیر امت کی سند سرکار سے جب مل گئی
میری قسمت مجھ سے پھر کیسے خفا ہو جائے گی

ہو رہی ہیں چاند پر جانے کی پیہم کوششیں
محو حیرت ہوں یہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

گر کہیں جان چمن اختؔر چمن میں آ گیا
پتی پتی اس چمن کی ہم نوا ہو جائے گی

صبا بصد شان دلربائی ثنائے رب گنگنا رہی ہے
کچھ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ وہ مدینے سے آ رہی ہے

مجھے مبارک یہ ناتوانی سہارا دینے وہ اٹھ کے آئے
خرد ہے حیراں کہ اک توانا کو ناتوانی اٹھا رہی ہے

میں ان کی عنایات پر نچھاور کبھی نہ رکھا رہین ساغر
نگاہ نوری کا پھر کرم ہے نگاہ نوری پلا رہی ہے

کہیں نہ رہ جائیں ہم خود اپنی ہی حسرتوں کا مزار بن کر
ہماری شمع امید کی لو حضور اب جھلملا رہی ہے

زیارت قبر مصطفیٰ ہے شفاعت مصطفیٰ کی ضامن
ہم عاصیوں کو بڑی محبت سے ان کی رحمت بلا رہی ہے

سیاہ زلفیں زیادہ کملی سیاہ بختوں کو ہو مبارک
سیاہ بختی کو رحم والی سیاہی کیسا چھپا رہی ہے

حضور مجھ سے وہ کام لیجئے جو قلب انور کو شاد کر دے
یہی مری آرزو رہی ہے یہی مری التجا رہی ہے

نہ کیوں ہو وہ بخت کا سکندر کہ جس کی جاں اسکے تن سے باہر
گئی تو بہر خدا گئی ہے رہی تو بہر خدا رہی ہے

نگاہ ادراک میں دیار نبی کے جلوے سما گئے ہیں
نہ پوچھو اختر ہماری بزم خیال کیوں جگمگارہی ہے

☆☆☆☆

علی کی اس ادا میں رازکیا تھا یہ خداجانے
کہ کھولی آنکھ جب روئے نبی پیش نظرآیا

☆☆☆☆

زیر خنجر مسکرا کر کہہ دیا شبیر نے
یورش آلام میں بھی مسکرانا چاہیئے

☆☆☆☆

کوئی کب مانتا ہے دیکھے رب کو
تمہاری ہی یہ تاثیر نظرہے
ترے کعبے سے زاہد کم نہیں ہے
یہ سنگ بت نہیں میرا جگر ہے

پشیماں نہ ہوں شرمساروں سے کہدو
نبی آگئے غم کے ماروں سے کہدو

مجھے بھا گئے ہیں کھجوروں کے جھرمٹ
ذرا خلد کے سبزہ زاروں سے کہدو

محمد ﷺ چلے ہیں سوئے عرش اعظم
ادب سے رہیں چاند تاروں سے کہدو

زمانے کے اندھوں کو احمد کی منزل
بتا دیں ذرا تیس پاروں سے کہدو

ذرا چھیڑ نغمۂ نعت احمد
میری زندگی کے ستاروں سے کہدو

ہے جان گلستاں کی آمد چمن میں
ہوں جاروب کش نو بہاروں سے کہدو

یہی تو ہیں اختؔر مری زندگانی
نہ ہوں سرد دل کے شراروں سے کہدو

جبین شوق کو جب مصطفیٰ کا در سے ٹکرایا
ستارہ میری قسمت کا مہ و خاور سے ٹکرایا

کریمی ان کا شیوہ ہے وہی ہیں رحت عالم
بھریں گی جھولیاں سر کو جو ان کے در سے ٹکرایا

ہزاروں زندگی قربان ہو جاتی ہیں ایسوں پر
خدا کے واسطے جن کا گلا خنجر سے ٹکرایا

ستارہ ہم گنہگاروں کی قسمت کا چمک اٹھا
نبی نے حشر میں جب سر خدا کے در سے ٹکرایا

فضا میں اس کی اڑتی دھجیاں دیکھی زمانے نے
کوئی بدبخت جب بھی شافع محشر سے ٹکرایا

زمانہ جانتا ہے ، ہے عیاں سارے زمانے پر
ہوا فی النّار جو اللہ کے دلبر سے ٹکرایا

ہوئے ہیں آہنی ابواب بھی دو نیم اے اخؔتر
کہ جب دست علی شیر خدا خیبر سے ٹکرایا

تیرہ بختوں کی ہو گئی معراج
چرخ پر ہے طلوع بدرالدّاج

سبز گنبد میں یوں ہے جلوہ فگن
جیسے اک شمع ہو قصر زجاج

تابش مہر اور جمال سحر
ہیں فقط عکس چہرۂ وہاّج

پیش پرواز شہپر احمد
برق کیا؟ خیرہ ہمدم معراج

کیوں نہ ہو عرش متّکا ان کا
جب کہ وہ فرق مرسلیں کے ہیں تاج

کون آیا ہے رشک مہر وقمر
فرش سے عرش تک ہے نور کا راج

موج باطل کو کردیا پسپا
مٹ گیا بت پرستیوں کا راج

شاد کامی عنادلوں کی نہ پوچھ
آمد نازش بہار ہے آج

اپنے بندوں پہ ہو نگاہ کرم
گلشن آس ہوگیا تاراج

روز محشر نبی نے اے اختر
مجھ گنہگار کی بھی رکھ لی لاج

☆☆☆☆

دامن احمد مصطفیٰ کیا ملا
زندگانی کا اک آسرا مل گیا

☆☆☆☆

اروان غم کی خونین داستانوں کی قسم
کربلا کے بھوکے پیاسے میہمانوں۔۔کی قسم
ہے نہاں قتل حسینی میں حیات جاوداں
برلب جوئے رواں پیاسی زبانوں کی قسم

تخت شاہی نہ سیم و گہر چاہیئے
یا نبی آپ کا سنگِ در چاہیئے

ماہ و خورشید کی کوئی حاجت نہیں
زلف کی شام رخ کی سحر چاہیئے

کیا کروں گا میں رضواں تری خلد کو
آمنہ کے دلارے کا گھر چاہیئے

چشم دل کے لئے کحل درکار ہے
خاک پائے شہ بحر و بر چاہیئے

مجھ کو دنیا کی نظروں سے کیا واسطہ
چشم الطاف خیر البشر چاہیئے

اپنا دل عشق احمد سے معمور کر
رحمت کبریا تجھ کو گر چاہیئے

ان کی یادوں میں رونا بھی ہے بندگی
یاالٰہی مجھے چشم تر چاہیئے

زندگانی ہے مطلوب اختؔر مجھے
سوزش داغہائے جگر چاہیئے

وہ جان بہاراں مرے روبرو ہے
نہیں اب مجھے خلد کی آرزو ہے

گراں ہے چمن پروہی نکہت گل
چمن کی حقیقت میں جو آبرو ہے

ترے دست نازک میں لڑیاں گلوں کی
مرے ہاتھوں میں بلبل پر لہو ہے

مرے دل کی بربادیاں رنگ لائیں
پریشان سا کاکل مشکبو ہے

تری دید اول تری دید آخر
یہی آرزو تھی یہی آرزو ہے

سلامت رہے نرگس مست آگیں
نہیں کچھ بھی پروائے جام و سبو ہے

جہاں جاؤں وہاں نور ہدایت ہو تو کیا کہنا
تصور میں رخ پاک رسالت ہو تو کیا کہنا

گھٹا چھائی فضا ٹھنڈی ،ہوا محو نوا سنجی
اب ایسے میں اگر ان کی زیارت ہو تو کیا کہنا

مہک اٹھے ہیں میرے بوستان دل کے گل بوٹے
مرے سرکار آنے کی عنایت ہو تو کیا کہنا

یہاں عقدہ کشائی ہے وہاں رمز آشنائی ہے
یہ جلوت ہو تو کیا کہنا وہ خلوت ہو تو کیا کہنا

وہی دل ہاں وہی یعنی اسیر کاکل مشکیں
مرے آقا ترا دارالحکومت ہو تو کیا کہنا

نہ آئے یاد کچھ بھی ما سوائے گنبد خضریٰ
مجھے سارے جہاں سے ایسی غفلت ہو تو کیا کہنا

سبق دیتی ہے اے اخترؔ یہی شان اویسانہ
شہید نرگس رعنائے فرقت ہو تو کیا کہنا

اللہ رے تیرے در و دیوار مدینہ
سر تا بقدم سب ہیں پُر انوار مدینہ

اے جلوہ گہہ احمد مختار مدینہ
اللہ کے دلدار کے دلدار مدینہ

دنیا میں ہے تو رحمت باری کا وسیلہ
ہر دم یہ سمجھتے ہیں گنہگار مدینہ

ذرے ہیں تیرے چرخ کے تابندہ ستارے
فردوس بھی ہے تیری طلب گار مدینہ

طیبہ سے ہم آئے ہیں یہی آرزو لے کر
اللہ دکھا دے تو پھر اک بار مدینہ

سینے پہ ترے نقش کف پائے نبی ہے
گودوں میں صداقر کے ہیں ابحار مدینہ

شمشیر شجاعت ہے کہیں جوئے سخاوت
شیدا ہے تیرا حیدر کرار مدینہ

فردوس کا منظر نظر آئے اسے پھیکا
اک بار جو دیکھے ترا گلزار مدینہ

آغوش محبت میں طلب گا سکوں ہے
مداح تیرا اختؔر ناچار مدینہ

☆☆☆☆

دیکھا ہے چشم چرخ نے لیلیٰ کو بھی شیریں کو بھی
یوسف کو بھی پایا حسین لیکن نہیں تم سا حسین
اختؔر منقش آسماں یہ شمس یہ انجم و قمر
بس عکس حسن یار سے ہے اس کے سوا کچھ بھی نہیں

آج کچھ حد سے فزوں سوز نہانی ہے حضور
مضمحل میری طبیعت کی راونی ہے حضور

تیرے ہاتھوں میں مرے ناز غلامی کی ہے لاج
بے لئے در سے نہ اٹھوں گا یہ ٹھانی ہے حضور

تیرا کہلانے کے لائق میں نہیں ہوں نہ سہی
میری نسبت تری چوکھٹ سے پرانی ہے حضور

خود سے آتا ہے یہاں کون؟ یہ میرا آنا
آپ کی چشم عنایت کی نشانی ہے حضور

آنسوؤں کو مرے دامن کا کنارہ دے دو
اس مضمر مری پردرد کہانی ہے حضور

آپ سے شرح تمنا کی ضرورت کیا ہے؟
سامنے آہ کے ہر سرِّ نہانی ہے حضور

در پہ لایا ہوں گرفتار خدارا کر لو
نفس بد میرا بڑا دشمن جانی ہے حضور

قطرۂ اشک کو یہ اوج ترے در سے ملا
قطرۂ اشک نہیں درِّ یمانی ہے حضور

میرے اعمال پہ للہ نہ مجھ کو چھوڑو
آپ ہی کو مری تقدیر بنانی ہے حضور

کھو نہ جاؤں میں خیالات کی تاریکی میں
نور کی شمع مرے دل میں جلانی ہے حضور

اپنے اختر کی سنو گے یہ سبھی کہتے ہیں
آبرو میری غلامی کی بچانی ہے حضور

ان کی نگاہ ناز جدھر ہمنوا گئی
واللہ کہہ رہا ہوں قیامت مچا گئی

عشق نبی پہ عصر کو قربان کر دیا
کیسے کہوں نماز تمہاری قضا گئی

ہے نام پاک اس کا علی جس کی جان پاک
بہر خدا تھی اور برائے خدا گئی

میرے نصیب تیرا نصیبہ چمک اٹھا
ماہ رجب کی تیرہویں تاریخ آ گئی

ناوکاں چشم فسوں ساز کے ہم تک پہونچے
اے زہے بخت ترے لطف و کرم تک پہونچے

اک نہ اک دن چمن وصل کے لوٹیں گے مزے
کیا ہوا آج اگر آتش غم تک پہونچے

اجتناب اتنا گناہوں سے نہ کر اے ناصح
اسی رحمت کا کرم ہے کہ وہ ہم تک پہونچے

جن کو آنکھوں میں چھپائے تھے وہی اشک حضور
تیری یادوں میں ڈھلکے تو قدم تک پہونچے

لکھ رہا ہوں میں ثنائے شہ بطحا اختؔر
لب جبرئیل نہ کیوں نوک قلم تک پہونچے

سنتے ہیں کہ وہ جان چمن آئے ہوئے ہیں
پھر غنچے بتا کس لئے کملائے ہوئے ہیں

روشن نظر آتے ہیں درو بام تمنا
تھوڑی سی نقاب آج وہ سرکائے ہوئے ہیں

پرواہ نہیں اپنا بنائیں نہ بنائیں
ہم تو انھیں اپنائے تھے اپنائے ہوئے ہیں

کیا بات ہے یہ داور محشر کے مقابل
ہم ہیں بت خاموش وہ شرمائے ہوئے ہیں

اختؔر ہے بہت خوب یہ انداز تکلم
تنہا ہیں مگر بزم کو گرمائے ہوئے ہیں

زہے بخت مل جائے وہ آستانہ
جہاں جھک گئی ہے جبین زمانہ

جہاں کا مکیں ہو مرا کملی والا
وہیں پر الٰہی ہو ختم فسانہ

نہیں ہوں طلب گار انداز زاہد
ہمارا ہو ہر اک قدم حیدرانہ

فلک کو بھی روند آئے میرا نصیبہ
ترا گر اشارہ ہو شاہ زمانہ

فراق محمد میں آنسو بہا کر
مجھے آ گیا دائمی مسکرانہ

ترے دست پہ چشم تشنہ لباں ہے
ادھر ساقیا جام رنگیں بڑھانا

ترے ہر اک اشارے پہ ہوجائے آساں
خطرناک طوفاں سے کھیل جانا

زباں ہے میری خوگر نعت احمد
یہی ہے ہمارے لبوں کا ترانہ

اے اختر چلے آؤ طیبہ کی جانب
خدا کا کرم چاہتا ہے بہانہ

ہائے چشمان عنایت برق ساماں ہو گئیں
حسرتیں میری شہید عہدو پیماں ہو گئیں

ہم اسیر ان قفس کیا سوچ کر ہوں شادماں
کیا ہوا اگر آندھیاں ابر بہاراں ہو گئیں

اللہ اللہ رے ندامت کی کرشمہ سازیاں
ساری عصیاں کاریاں بخشش کا ساماں ہو گئیں

ان کے الطاف وکرم نے اک حسیں کروٹ جو لی
سرخیاں داغ عذار ماہ رویاں ہو گئیں

اللہ اللہ رے طلسم اشکہائے اضطراب
چشم ہائے ناز بھی گوہر بداماں ہو گئیں

رم جھم رم جھم پانی برسے یاد تمہاری دل کو ستائے
میری دعا ہے اپنے رب سے ایسی ساعت آ کے نہ جائے

لذت الفت غم کے اندر ورنہ محبت نام کی اختؔر
لطف محبت وہ کیا پائے جب تک نہ دل کو تڑپائے

کوئی ہو موسم کوئی زمانہ باز ہے پر نظروں کا دہانہ
اپنی آنکھوں کے میں صدقے جن کو فقس برسات ہی بھائے

دل میں بسے ہیں شاہ مدینہ معرفت اللہ کا زینہ
گود میں منظر گنبد خضریٰ رکھ کر کیوں نہ دل اترائے

پھر تو میرے غمگیں خاطر کی منھ مانگی خواہش برآئے
میرا نصیبہ ہو اور اختؔر بے سائے کے لطف کے سائے

کوئے طیبہ کی یاد جب آئے
کیوں نہ پہلو میں دل تڑپ جائے

ان کے ہونٹوں پہ گر ہنستی آئے
چاند کی چاندنی بھی شرمائے

تیرے منگتا اے کملیا والے
ہیں تیرے در پہ ہاتھ پھیلائے

اس کو اپنی خبر؟ معاذاللہ
نگۂ ناز جس پہ پڑ جائے

دست رحمت کو یہ گوارہ کہاں
خالی چوکھٹ سے کوئی پھر جائے

نوک غمزہ پہ کچھ ستارے ہیں
ان کی فرقت کے یہ ہیں سرمائے

دل میں وہ آنکھ کے دریچوں سے
مسکراتے ہوئے اتر آئے

آج پھرتے ہیں ان کے دیوانے
تخت و تاج شہی کو ٹھکرائے

کیا کریں ہم فرقت کے مارے
جب مدینے کی یاد تڑپائے

دیکھ کر سبز جالیوں کا سماں
گلشن خلد کیوں نہ للچائے

وہ محمد کا آستانہ ہے
خود بخود سر جہاں جھک جائے

رہ کے طیبہ سے دور جو گزرے
ہم تو اس زندگی سے باز آئے

بول اٹھیں ان کی رحمتیں اختؔر
ہر مصیبت زدہ ادھر آئے

غم کے مارو مسکرانے کا زمانہ آگیا
عندلیبو! چہچہانے کا زمانہ آگیا

جس نے گرد کوئے جاناں سیکڑوں چکر کئے
اس قدم پر سر جھکانے کا زمانہ آگیا

بارگاہ نور رب العالمین سے آگئے
اپنی قسمت جگمگانے کا زمانہ آگیا

لے کے رحمت رحمتِ عالم کے در سے آگئے
بحر رحمت میں نہانے کا زمانہ آگیا

دیکھئے ہوتی ہے کس جانب نگاہِ نازنیں
اپنی قسمت آزمانے کا زمانہ آگیا

زینت دوسرا آئیے
اے حبیب خدا آئیے

رو رہی ہے میری زندگی
رحمت کبریا آئیے

ڈوب جائے نہ کشتی کہیں
اے مرے ناخدا آئیے

کب تک آخر بھٹکتا رہوں
نور رب العلا آئیے

گل نہ ہوجائے شمع امید
جلد بہر خدا آئیے

ہوں گرفتار درد والم
دافع ہر بلا آئیے

کیا کہے اختر مضمحل
ہے یہی التجا آئیے

وانتم الاعلون ان کنتم مؤ منین

نہ رکھا ذہن میں اندیشہ سود وزیاں ہم نے
یہی باعث ہے پایا خود کو ہرجا کامراں ہم نے
کیا ہے یہ بھی اک احسان تجھ پر باغباں ہم نے
چنا ہے تیرے گلشن کو برائے آشیاں ہم نے
ہماری جنبش ابرو کا فسوں کوئی کیا جانے
بدل ڈالا ہے پل بھر میں نظام آسماں ہم نے
زمانے نے ہمارے عشق کا نجام دیکھا ہے
کیا ہے آتش نمرود کو بھی گلفشاں ہم نے
زمانے نے ہماری قوت پرواز دیکھی ہے
اچھل کر روند ڈالا سینۂ ہفت آسماں ہم نے
شکوہ قیصروکسریٰ خمیدہ سر نظر آیا
جو لہرایا سرفاران اسلامی نشاں ہم نے
ہماری ناصیہ سائی کی رفعت دیکھتے جاؤ
وہی قبلہ بنا اپنا جھکا یا سر جہاں ہم نے
ہماری جراتیں اللہ اکبر کچھ نہ پوچھ ہم سے
بناڈالا ہے خود برق تپاں کوآشیاں ہم نے
جہاں پرسطوت شاہنشہیت غرق ہو جائے

گزارا ہے اسی دریا سے اپنا کارواں ہم نے
ہمارے گُن زمین کربلا گاتی نظر آئی
سنی دجلہ کی لہروں سے بھی اپنی داستاں ہم نے
ہمارے جان و دل میں روح عالم رقص کرتی ہے
خود اپنی ہست کو پایا ہے رازکن فکاں ہم نے
فلک والوں سے پوچھے ننھے ننھے تارے شاہد ہیں
زمیں پر بھی بنائے ہیں ستاروں کے جہاں ہم نے
کہاں تک داستاں اپنی سنائیں مختصر یہ ہے
دیا سارے زمانے کو پیام جاوداں ہم نے
زمانے کو دیا اخلاق کا درس عظیم اخترؔ
اخوت اور محبت کی بہائیں ندیاں ہم نے

ہیں اشک رواں آنکھ سے دل سوز ہیں نالے
افکار زمانہ سے مجھے آ کے بچالے
اے کملیا والے

ہے قلزم الحاد میں اسلام کی کشتی
ایسا نہ ہو گودوں میں بھنور اس کو چھپالے
اے کملیا والے

گرتی ہے اگر برق تو خرمن مسلم
گر تو نہ سنبھالے تو کون سنبھالے
اے کملیا والے

اختؔر ہے غریق غم و آلام کا سراپا
للّٰہ اسے کوچۂ طیبہ بلالے
اے کملیا والے

گر مدینے میں میں پہونچ جاؤں
سبز جالی لگا لوں سینے سے

جب نظر اٹھ گئی مری جانب
میری جھولی بھری نگینے سے

دیکھو دیکھو ذرا ادھر اختؔر
آرہی ہے ہے گھٹا مدینے سے

حقیقی زندگی کی ابتدا ہوتی ہے مدفن سے
نقاب الٹے ہوئے آتا ہے کوئی روئے روشن سے
مدینے میں مرا دل اور دل میں کملی والا ہے
مرا دل کم نہیں رضوں تری جنت کے گلشن سے
یہ کون آیا یہ کون آیا مرا فریاد رس بن کر
دھواں فریاد بن کر اٹھ رہا ہے دل کے گلخن سے
خدا اس کا زمانے کی ہر اک شئے باخدا اس کی
نچھاور ہوگیا جو مصطفیٰ پر اپنے تن من سے
مقدر سے اگر دوگز زمیں طیبہ میں مل جاتی
گلستاں چھوڑ دیتا اور باز آتا نشیمن سے
تمہارے بت بنا رکھے ہیں اپنے خانۂ دل میں
نہ جانے کیوں محبت ہے مجھے اس آذری پن سے
یہی سچ ہے کہ چھپنے کی ہر ایک کوشش ہے لاحاصل
نکل آتے ہیں خود جلوے جہاں چھن چھن کے چلمن سے
ہزاروں زندگی دیکھا کہ استقبال کو آئیں
بجرم عشق جب شمشیرگزری میری گردن سے
مجھے تسلیم ہے آنکھوں سے تم چھپ جاؤ گے لیکن
ذرا یہ تو بتاؤ کیسے نکلو گے میرے سمن سے

لپک کر رحمتیں آغوش میں لے لیں گی محشر میں
مچل کر جب لپٹ جائے گا عاصی ان کے دامن سے
شکار جلوۂ باطل نگاہیں کب تلک ہوں گی
حجاب نور سرکادے جمال روئے روشن سے
وہ کچھ اس طرح آئے سامنے یکبارگی اختؔر
نکل بھاگی مرے پیروں کے نیچے سے زمیں سن سے
نظرکا چار ہونا تھا نگاہ ناز سے اختؔر
رگوں میں برق سی دوڑی طبیعت ہوگئی جھن سے

بے سہاروں کا کوئی سہارا نہیں
میری قسمت کا روشن ستارا نہیں
یا نبی آئیے رحم فرمائیے
ناؤ طوفاں میں ہے کنارا نہیں
یہ ہے رضواں دیار حبیب خدا
باغ خلد بریں کا نظارا نہیں
یہ چمک میری اشک ندامت کی ہے
عرش اعظم کا کوئی ستارا نہیں
اس دنیا و عقبٰی سے کیا واسطہ
جو مرے کملی والے تمہارا نہیں
جا سکے گا نہ کوئی کبھی خلد میں
تیری انگشت کا گر اشارا نہیں
گل میں ان کی مہک چاند میں روشنی
کملی والے نے کس کو سنوارا نہیں
اپنے در پہ ہمیں بھی بلا لیجئے
تجھ بن اے کملی والے گزارا نہیں
کاش آواز آئے لب پاک سے
کون کہتا ہے اختؔر ہمارا نہیں

میرا درد جگر کارگر ہوگیا
منتظر تھا مگر منتظر ہوگیا

سارا عالم سمٹ کے ادھر ہو گیا
تیرا رخ جان عالم جدھر ہوگیا

تیری ناراضگی باعث مرگ ہے
موت کیسی؟ ہماراتو گر ہوگیا

میری آنکھوں کو معراج سی مل گئی
جب سے ترآپ کا سنگ در ہوگیا

اے غم ہجر احمد ترا شکریہ
وجہ تسکین درد جگر ہوگیا

کیوں نہ دل میرا اب خانہ نور ہو
آمنہ کے دلارے کا گھر ہوگیا

خلد کی ساری رنگیناں ہیچ ہیں
گلشن یار پیش نظر ہوگیا

جس طرف دیکھئے نور ہی نور ہے
نازش مہرومہ جلوہ گر ہوگیا

میری جانب نظر اٹھانا ہی تھا
بخت اختر بھی رشک قمر ہوگیا

ادھر نہیں یا ادھر نہیں ہے نبی کا جلوہ کدھر نہیں ہے
مگر جمال نبی کو دیکھے بشر کی ایسی نظر نہیں ہے

فلک جو دیکھے مرے قمر کو تو بھول جائے قمر کو اپنے
چھپالے ابر سیاہ جس کو مرا قمر وہ قمر نہیں ہے

قسم خدا کی وہ دل نہیں ہے تری محبت سے جو ہو خالی
وہ آنکھ بھی کوئی آنکھ ہے جو تری جدائی سے تر نہیں ہے

عجب ہے لطف غم نبی بھی نہیں اسے حاجت مداوا
دوا ہو جس درد کا مداوا یہ ایسا درد جگر نہیں ہے

اٹھادو للّٰہ اٹھادو نقاب روئے قمر فشاں سے
دکھادو جلوہ کہ تیرے بیمار کو امید سحر نہیں ہے

یہ مانتا ہوں تری نظر میں مری نظر ہے قمر یہ لیکن
میں انکے تلووٗں کو دیکھتا ہوں مری نظر چاند پر نہیں ہے

ہے مثل اپنے ہتھیلیوں کے زمانۂ ماضی و مضارع
وہ کون سی شئے ہے عقل والو جو ان کے پیش نظر نہیں ہے

خدا کے پیارے سے ہو کے بدظن خدا کو بھی کرلیا دشمن
ارے منافق تجھے ہوا کیا ذرا بھی خوف سقر نہیں ہے

وفور دیوانگی یہ کیسی یہ شور کیسا در نبی پر
وہ واقف راز دل ہیں اخترؔ تجھے یہ شاید خبر نہیں ہے

برب کعبہ کریں گے خود رہبی تمہری وہ غائبانہ
رہ طلب میں تجھے اب اخترؔ ضرورت راہبر نہیں ہے

دنیا ترے گلشن میں ان کے قدم آتے ہیں
رشک چمن و گل جو خاروں کو بناتے ہیں

جب حسن حقیقی کے جلوے نظر آتے ہیں
پھر نقش خیالی کے نقشے کہیں بھاتے ہیں

تقدیر گنہگاراں ہے اوج ثریا پر
مجرم ہی سہی لیکن سرکار کو بھاتے ہیں

یہ ان کی اداؤں کا ادنیٰ اشارہ ہے
اک حشر سا ہوتا ہے جس سمت وہ جاتے ہیں

جہان آب وگل میں با کرّ وفر آیا
نچھاور ہونے جن کے پاؤں پر شمس و قمر آیا

ہے جان آرزو تو ایک پر عشاق گوناگوں
کوئی پروانہ ور آیا کوئی دیوانہ ور آیا

غم ہجر وفراق مصطفٰی آغوش میں لے کر
بڑی ہی شان و شوکت سے مرا جگر آیا

فلک کی رفعتیں ہوجائیں گی زیر قدم اخترؔ
محمد مصطفٰی کے زیرِ پا گر تیرا سر آیا

طبل و علم و جاہ نہ زر ڈھونڈرہاہوں
اللہ کے محبوب کا گھر ڈھونڈرہاہوں

ہو جس کے سامنے رخ پرنور ہر گھڑی
اے اہل نظر ایسی نظر ڈھونڈرہاہوں

ہر در مری ٹھوکرمیں ہے اس در کے مقابل
اے ناصیہ سائی میں وہ در ڈھونڈرہاہوں

ہوں جلوہ فگن یاد محمد کے ستارے
میں وہ فلک دیدۂ تر ڈھونڈرہاہوں

ہے ہوش کی دیوانگی اک رمز ہے اس میں
گیتی پہ میں جبرئیل کے پر ڈھونڈرہاہوں

اللہ رے میرے شوق تجسس کو تو دیکھو
مسکن ہے میرے دل میں مگر ڈھونڈرہاہوں

طیبہ کی زمیں مسکن اعلیٰ ہے کہ اخترؔ
اس خاک کی راہ گزر ڈھونڈرہاہوں

اے جان جہاں تجھ کو ہے کچھ اس کی خبر بھی
بیتاب ترے ہجر میں دل بھی ہے جگر بھی

تابندگیٔ نقش کف پا نہ پوچھئے
سائے کو جن کے پا نہ سکے شمس و قمر بھی

پرواز شہپر نبوی کچھ نہ پوچھئے
پیچھے ہی ہوکے رہ گئے جبریل کے پر بھی

ہر سو ہے نظر اور تغافل ہے تو مجھ سے
اے حسن! ہے مشتاق تری میری نظر بھی

اختر سبق ملا ہے یہ ہجر رسول سے
بنتے ہیں وجہ زیست کبھی سوز شرر بھی

کتنی حسیں فضا ہے کتنی حسین سحر ہے
کیا بے حجاب میرا وہ مرکز نظر ہے

سورج بھی آگیا ہے دینے خراج تحسین
کس کی ضیا سے روشن گہوارۂ سحر ہے

ارباب ہوش اس کو جو چاہیں فرض کرلیں
ہر اشک غم حقیقت میں نازش گہر ہے

پاکے رہوں گا ان کو اک دن ضرور ہمدم
یہ عشق میرا بازو یہ عشق میرا پر ہے

وہ دل بھی کوئی دل ہے جو ہو تجھ سے خالی
تیرے سوا جو دیکھے وہ بھی کوئی نظر ہے

ورنہ کہاں سے آتا یہ حسن کہکشاں میں
دل میرا کہہ رہاہے یہ ان کی رہ گزر ہے

اختؔر چلوں میں تنہا مجھ کو نہیں گوارا
گر وہ نہیں تو ان کا غم میرا ہم سفر ہے

شاہ طیبہ دل میں کیا راز نہاں لے کر چلے
طائر سدرہ جو سوئے آسماں لے کر چلے

میرا مدفن متصل آقا کی تربت سے رہے
بس یہی اک آرزو خرد وکلاں لے کر چلے

ہم وطن چھوڑ کر اہل وطن سے بر کنار
گلستاں بردوش کف آشیاں لے کر چلے

ہند سے بیزار ہو کے اپنا مسکن چھوڑ کے
سوئے طیبہ اپنے غم کی داستاں لے کر چلے

اے مرے رب وہ مبارک ساعتیں مجھ کو دکھا
جب کہ اختؔر سوئے طیبہ کاروان لے کر چلے

سلجھادے جو شانہ دم بھر میں الجھے ہوئے گیسو امت کے
تلواروں کی چھاؤں میں ایسا اک شانہ بنانے جاپہونچا

مانا کہ تن تنہا ہے کھڑا میدان میں لیکن شان ہے یہ
اس شیر کے آگے جو آیا وہ اپنے ٹھکانے جاپہونچا

کربل کے رتیلے میداں میں خود اپنے لہو کی دھاروں سے
تقدیر کا مالک امت کی تقدیر بنانے جاپہونچا

ہوشہپر جبرائیلی پر یادوشِ نبی یا نیزے پر
سر اونچا رہے گا اونچا ہی یہ راز بتانے جاپہونچا

کوثر کے کنارے حوروں کے جھرمٹ میں ہے ننھا سا کوئی
معصوم مجاہد جنت میں کیا پیاس بجھانے جاپہونچا

ہم شکل پیمبر وہ دیکھو انوار کے جھرمٹ میں نکلا
ذروں کو بھی رشک مہر جہاں افروز بنانے جاپہونچا

وہ قصر جہاں وہ دین پلا اسلام ہے جس کا نام اخترؔ
یہ ابن زیاد اللہ اللہ اس قصر کو ڈھانے جاپہونچا

امتحان وفا

ظلم ڈھاتی آگئی ہے لشکرباد خزاں
زرد ہے رخسار گل اندوہ گیں ہیں بلبلاں
ہوگئیں چشمان چرخ نیلگوں یوں خونفشاں
جس طرح سرپہ تناہو احمری اک شامیاں
جارہاہے نور حیدر دشمنوں کے درمیاں
آبروئے اہل گلشن راحت کون ومکاں

سیدعالم کاتھا محبوب و پیارا وہ حسین
حیدر کرار کا جو تھا دلارا وہ حسین
فاطمہ زہرا کا تھا جو ماہ پارا وہ حسین
اور حسن کے آسمان دل کا تارا وہ حسین
جارہاہے سرکٹانے آج امت کے لئے
نرغۂ ظلم وستم میں اس کی راحت کے لئے

گلشن اسلام کو جس نے نکھارا وہ حسین
آسمان صدق کا جو تھا منارا وہ حسین
کردیا باطل کو جس نے پارا پارا وہ حسین
گیسوئے ایمان کو جس نے سنوارا وہ حسین
جس نےخون آشام تلواروں کوکچھ سمجھانہیں
کہہ دیا کہ موت سے شیر خدا ڈرتانہیں

بن گیا جو سطوت حیدر کا مظہر وہ حسین
نغمۂ حق جس نے گایا زیرِ خنجر وہ حسین
معرکوں میں مسکراتا تھا جو یکسر وہ حسین
تھا جو لخت خاطر محبوب داور وہ حسین
ختم کرنے جا رہاہے دین کی پژمردگی

گلشن اسلام کو بخشے گا تازہ زندگی

سامنے ہے لشکر قطار اندر قطار
چور کرنے شیشۂ ملت کو آئے بدشعار
اس طرف تنہیا کھڑا ہے لیث شیر کردگار
رحمت اللعالمیں کے دوش اقدس کا سوار

بڑھ رہاہے لے کے ذوالفقار حیدری
جس کی جولانی کے آگے مات کھائے برق بھی

جاتے ہی فوج عدو کو کردیا زیر وزبر
ہوگئی بے سود اعدا کی ہر اک تیغ و سپر
اک صدا کانوں سے ٹکرائی محمد کے پسر
وعدۂ طفلی سے کیا تو ہوگیا ہے بے خبر

سن کے کردیا خم بارگاہ نازمیں
کردیا اپنے کو قرباں جلوہ گاہ ناز میں

☆

اک اکیلی جان پر ہنگامہ آلام ہے
آہ آج اختر اسیر گردش ایام ہے
ہائے قسمت ہو گئے گل شاد کامی کا چراغ
کس قدر تاریک میری صبح میری شام ہے
کیوں خدا جانے مجھے آتا نہیں اس کا یقیں
لوگ کہتے ہیں خوشی بھی ایک شئے کا نام ہے
دل پریشاں آنکھ پرنم لب پہ آہ وزاریاں
اے خوشا قسمت مجھے آرام ہی آرام ہے
طنز اسے ہرگز نہ سمجھیں وہ جو ہیں اہل خرد
غم میں مضمر خوگر غم کے لئے آرام ہے
دوسرے لفظوں میں اس کو یوں بھی کہہ سکتا ہوں میں
اس کا ہر بخشیدہ غم میرے لئے آرام ہے
کہہ رہا ہے کوئی یہ لاتقنطوا کی آڑ سے
بے خبر گلزار آتش زار کا انجام ہے
غالباً یہ ہے صدائے رحمت پروردگار
اپنے مولا کے کرم پر جان و دل سے میں نثار
اے مرے معبود برحق مستعان کائنات
اے مرے فریادرس اے خالق موت و حیات
اے محمد کے خدا اے رب صدیق و عمر
تو جو چاہے سینۂ یخ سے ہو باران شرر
صدقۂ خاکِ کفِ پائے محمد مصطفیٰ
مرے مولا جوہر صبر و رضا کردے عطا

منقبت

(بدرگاہ مولائے کائنات شیر خدا امیر المومنین سیدنا مولانا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ)

عجب کیا میری قسمت نے اگر معراج پائی ہے
علی کے در پہ میں نے اپنی پیشانی جھکائی ہے

جہالت کے تراشیدہ خداہیبت سے کانپ اٹھے
نسیم صبح کعبہ سے یہ کیا پیغام لائی ہے

بڑھیں جب میری جانب قلزم افکار کی موجیں
نجانے کیوں مجھے مشکل کشا کی یاد آئی ہے

اسے مجبور ہو کر غیب داں کہنا ہی پڑتا ہے
رسول اللہ کے بستر پر جس کو نیند آئی ہے

نماز عصر گر جائے نماز عشق مت چھوٹے
حقیقت میں اسی کا نام زاہد پارسائی ہے

اگر دیکھو تو الفت ان کی بیکار و عبث ٹھہرے
اگر سوچو تو عصیاں کے مرض کی اک دوائی ہے

یہ دنیا کیا قیامت تک نہ اترے گا خمار اس کا
زہے قسمت مرے ساقی نے وہ صہبا پلائی ہے

ہمارے پاس روزے بھی تھے حج بھی اور نمازیں بھی
مگر محشر میں بس تیری محبت کام آئی ہے

پھر اپنے نام لیواؤں سے کیسے آنکھ پھیروگے
کہ تم نے غیر کی بھی ڈوبتی کشتی ترائی ہے

بناتے ہی اڑھادی ہے اسے تطہیر کی چادر
مصور کو بھی کتنا آپ کی تصویر بھائی ہے

کرم ہے حضرت مشکل کشا کی مدح خوانی کا
بڑی وجد آفریں اختر تری نغمہ سرائی ہے

منقبت

سیمائے کفر جبہہ کلیسا جھکا گئی
کیا شان حیدری تھی زمانہ پہ چھاگئی

ہرسو چھلک رہی ہے مئے کیف و انبساط
باد نسیم آکے یہ کیا گنگناگئی

رکھا چھپا کے پردۂ تطہیر میں اسے
اللہ کو بھی آپ کی تصویر بھاگئی

اپنی مناؤ خیر مری بدنصیبو
مولائے کائنات کی تشریف آگئی

تن بستر رسول پہ دل عرش آشیاں
دنیا سمجھ رہی تھی انھیں نیند آگئی

دنیا کی زندگی بھی تو ہے مشکلات سے
کیسے کہوں کہ حاجت مشکل کشا گئی

بخت سیہ چمک کہ چمکنے کا وقت ہے
ماہ رجب کی تیرھویں تاریخ آگئی

اختؔر طلسم نرگس رعنا نہ پوچھئے
اپنے تو اپنے غیر کو اپنا بناگئی

منقبت

ہیں نغمہ سنج ہرسو، ہرطرف شور عنادل ہے
کہ گردن ولایت پرطلوع ماہ کامل ہے

مبارک آمد جان بہاراں اہل گلشن کو
ہیں کلیاں شادماں ہرایک غنچہ آج خوشدل ہے

یہ کس کے حسن محشر خیز کی ہے جلوہ فرمائی
کہ کوئی نیم جاں کوئی مثال مرغ بسمل ہے

یہی ہیں فاتح خیبر، یہی ہیں جان پیغمبر
وہاں کیسے گماں پہنچے جہاں پر ان کی منزل ہے

بجھائی تشنگی کربل کی اپنے خوں کے دھاروں سے
سخی کتنا حسین شیراسداللہ کا دل ہے

لیا ہے چن کے انھیں حق نے برائے زینت کعبہ
خدا کا گھر جسے کہتے ہیں وہ حیدر کی منزل ہے

کرے دہن بشر وصف علی ہرگز نہیں ممکن
کہ جن کی تیغ قہر بہر قلب باطل ہے

فلک کو رشک ہے اے ارض کعبہ تیری قسمت پر
کہ تیری گود میں اعدا دین حق کا قاتل ہے

نہیں کوئی معاون خویش بیگانہ ہمارے ہیں
مدد کردو مرے مشکل کشا اندوہ گیں دل ہے

زمانہ کے لئے یہ ایک معمہ ہے مگر اخترؔ
محبت سے جو ان کی پرہو بس تو وہی دل ہے

☆☆☆☆

جو بات سچ ہے عیاں اس کو صاف صاف کرے
مرے مقام کی رفعت کا اعتراف کرے
دل و نظر میں خدا کا حبیب رہتا ہے
کہو زمانے سے آکر میرا طواف کرے

رخ پہ سبھوں کے ایک مسرت سی چھاگئی
چپکے سے کیا نسیم گلوں سے بتاگئی

جب مشکلوں نے میرا تعاقب کیا کبھی
میری نگاہ جانب مشکل کشا گئی

بزم بتاں میں کیسی یہ سرگوشیاں ہیں آج
ماہ رجب کی تیرہویں تاریخ آگئی

محروم آرزو میں رہوں یہ محال ہے
ٹکرا جو ان کے در سے مری التجا گئی

میرے کریم کی جو نگاہ کرم اٹھی
اپنے تو اپنے غیر کی بگڑی بنا گئی

آنکھوں سے بے حجاب ہے تقدیر کائنات
کس طرح میں کہوں کہ انھیں نیند آگئی

شبیر کو سر دے کر اسلام بچانا ہے

امت کے لئے اپنا گھر بار لٹانا ہے
سوئے ہوئے انساں کو غفلت سے جگانا ہے
شبیر کو سر دے کر اسلام بچانا ہے

اکبر کی جوانی بھی میدان میں جائے گی
بھیا کی نشانی بھی میدان میں جائے گی
میدان کے شیروں کو میدان میں جانا ہے
شبیر کو سر دے کر اسلام بچانا ہے
پانی کی طلب کیسی احمد کے نواسے کو
پنی کی ضرورت کیا کوثر کے پیاسے کو
ایک دن اسے پیاسوں کو خود پانی پلاناہے
شبیر کو سر دے کر اسلام بچانا ہے

اسلام کی عظمت کا سکہ چلا دے گا
دم بھر میں حکومت کی بنیاد ہلادے گا
دم بھرمیں حکومت کی بنیاد ہلانا ہے
شبیر کو سر دے کر اسلام بچانا ہے

الفت کسے کہتے ہیں شبیر سے جا پوچھو
محبوب خدا کی اس تصویر سے جا پوچھو
امت کی محبت پہ گھربار لٹاناہے
شبیر کو سر دے کر اسلام بچانا ہے

پسپاں ہوئی جاتی ہیں یہ فوج عدو کیوں کر
کیا اس میں پہونچ آیا ہے شیر علی اکبر
شیروں سے سوا شیر داور کا گھرانہ ہے
شبیر کو سر دے کر اسلام بچانا ہے

پانی کو الگ پھینکا الفت نے لی انگڑائی
دریا پہ سکینہ جب عباس کو یاد آئی
پیاس اس کی بجھا کرہی پیاس بجھانا ہے
شبیر کو سر دے کر اسلام بچانا ہے

سجدے سے سر اٹھا سر جب نیزے کی ہوا زینت
معراج ہی اول تھی معراج ہوئی غایت
معراج سے اٹھتے ہیں معراج میں جانا ہے
شبیر کو سر دے کر اسلام بچانا ہے

حق بات کو سنتے ہی تلوار چمکتی ہے
انگارے بھڑکتے ہیں اور آگ سلگتی ہے
اختؔر یہ زمانے کا دستور پرانا ہے
شبیر کو سر دے کر اسلام بچانا ہے

نور حیدر جو کوفے کو جانے لگا
غم کا بادل ہراک سمت چھانے لگا

اللہ اللہ رے منظرِ کربلا
دیکھ کر آسماں تھر تھرانے لگا

دیکھ کر ننھے اصغر کی بے چینیاں
روحِ انسانیت کو غش آنے لگا

جرأت شیر حیدر کو تو دیکھئے
موت کے سامنے مسکرانے لگا

جس چمن کو بسایا تھا سرکار نے
ظالم اس گلستاں کو مٹانے لگا

خون شبیر کی تو چمک دیکھئے
عالم زندگی جگ مگانے لگا

ہائے اخترؔ بھلا کیا کہوں کیا لکھوں
خامۂ نطق بھی تھر تھرانے لگا

تہنیت در آمد حجاج

آمد حجاج سے صحرا گلستاں ہوگیا
نخل پابند خزاں رشک بہاراں ہوگیا

دیدۂ حیراں کو ہوتا ہے یہ رہ رہ کے گماں
آج ہر ذرہ چمن کا ماہ تاباں ہوگیا

کس کی آمد سے چمن میں ہو گیا پیدا نکھار
کس کی آمد سے سمن خار مغیلاں ہوگیا

آگئے کر کے طواف کعبہ و بیت الحرام
اے خوشا قسمت کی آمرزش کا ساماں ہوگیا

ہفت چکر از صفا تا مروہ کر لینے کے بعد
پل صراطی راستہ تم سب پہ آساں ہوگیا

گنبد خضریٰ کا نظارہ کیا صبح و مسا
سچ ہے قسمت کا ترے تارا درخشاں ہوگیا

قطعہ

منم مرزوق تو رزق الٰہی
سرشت ذات تست عالم پناہی
خوشا بندہ نواز ماغریباں است
سلامت بادایں رحمت نگاہی

☆

انا المرزوق والله تعالی
وهو الرزاق لكل العالمين
واجلسك علی عرش الكرامة
وفتح بابك للسائلين

☆

كفی بالفضل انه قد اقام
كاسمك رزقه للمستعين
علينا الامتنان علی التوابی
لمن بعث سراج الغوث فينا

☆

نظر کو نوردیا دل کو تازگی بخشیء
جسے زوال نہ آئے وہ زندگی بخشی
کرم تو دیکھو درپاک پر طلب کرکے
جو ان کی شان کے لائق تھی شئے وہی بخشی

☆

کہتا ہوں اللہ کا پیارا بزم بتاں کی سیر کو نکلا
جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا
عرش کے تارے فرش کے ذرے آمد سرور پہ کہہ اٹھے
جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

کفر کے پیکر شرک کے خوگر خم کیا خانۂ یزداں میں سر
جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا
صنعت آذر صنم پتھر بول اٹھے کعبے میں گر کر
جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

ہیں متزلزل قصر ضلالت چہرۂ شیطاں پہ چھائی حسرت
جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا
خلق کے لب پہ نشید محبت مٹ گیا دور خون اخوت
جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

مہر نبوت چرخ پہ چمکا کون و مکاں میں ہو گیا چرچا
جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا
ہے اعجاز حبیب داوررسم جہالت مٹ گئی اختؔر
جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

مخمس

برغزل حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان

زمیں پر نازش خلد بریں معلوم ہوتی ہے
جھکی ہراک بلندی کی جبیں معلوم ہوتی ہے
بزیر چرخ ، چرخ ہفت میں معلوم ہوتی ہے
مدینے کی زمیں کیا زمیں معلوم ہوتی ہے
لئے آغوش میں عرش بریں معلوم ہوتی ہے

نہیں ہے کوئی تم سا دوسرا میں یارسول اللہ
ہے تیرا عکس مہر ومہ میں یارسول اللہ
نہ کیوں عالم ہو تیرے آسرامیں یارسول اللہ
ترے جودو کرم کی ہر ادامیں یارسول اللہ
نمود شان رب العالمیں معلوم ہوتی ہے

خدا تک ہے پہنچنے کا تو زینہ تیرا کیا کہنا
شراب معرفت سے پر ہے سینہ تیرا کیا کہنا
تری ہراک گلی ہے رشک سینا تیرا کیا کہنا
تعالیٰ اللہ اے ارضِ مدینہ تیرا کیا کہنا
بلندی عرش کی زیرزمیں معلوم ہوتی ہے

کبھی تیری پلک میں ہوگئی جنبش اگر آقا
کلیجہ چاندنے چیرا سورج ڈوب کر نکلا

مکاں سے لامکاں تک ہے فقط اک گام کا رستہ
سراپا حق سراپا نور بے سایہ ز سرتاپا
بشر کہنے کی کچھ صورت نہیں معلوم ہوتی ہے

بتائے اختر ناداں کیا؟ منزل ہے کیا ان کی
خدا ان کا دوعالم کی ہر شئی باخداان کی
سراپا رحمت ربّ العلا ہے ہر نگہ ان کی
سیہ کاران امت کے لئے زلف سیہ ان کی
سراسر رحمت اللعالمیں معلوم ہوتی ہے

ہر اک لب پر رہے گا حشر میں چرچا محمد کا
لب محشر پہ بھی ہو گا فقط خطبہ محمد کا
تمہیں معلوم کیا ہے مرتبہ ہے کیا محمد کا
گنہگاروں سے پوچھو زاہدو رتبہ محمد کا
انھیں قدر شفیع لامذنبیں معلوم ہوتی ہے

محبت تیری زینہ ہے ترے رب کی محبت کا
کلام اللہ بھی قائل ہے تیری افضلیت کا
کرے سارا زمانہ لاکھ دعویٰ ہمسریت کا
ہر احمق خواب ہی دیکھا کرے اپنی نبوت کا
اسی میں شان ختم المرسلیں معلوم ہوتی ہے

خدا خود مدح خواں ہے جس مقدس آستانے کا
جہاں سر ہوگیا خم خودبخود سارے زمانے کا
جہاں پر سلسلہ ہے رحمتوں کے آنے جا نے کا

نتیجہ یہ ہوا اس آستاں پر سر جھکانے کا
بجائے سنگ در میری جبیں معلوم ہوتی ہے

نگاہ ناز نے ہل چل مچادی ہے مگر دل میں
کہاں اب فرق باقی مجھ میں ہے اور مرغ بسمل میں
بتاؤں کیسے اختر کیا ملا ہے ان کی محفل میں
خداجانے کے سودا سرمیں ہے یادرد ہے دل میں
مگر اک چوٹ سی مجھ کو کہیں معلوم ہوتی ہے

تحریض عمل

چاہتا ہے گر دونوں جہاں سرخرو
پی شراب لن تنال والبر حتیٰ تنفقوا

دیکھ تجھ سے بے خبر ہے وقت کی کیا آرزو
ہر قدم فاروق سا ہر حوصلہ صدیق خو

تیرے اس مینارۂ تنویر کی تجھ کو قسم
خواب سے اٹھ توڑ دے غفلت کے جام و سبو

ہوکے رہ جائیں گے مال و زر غبار نقش پا
راہ حق میں تو بہا کے دیکھ لے اپنا لہو

بادہائے خواب کی سرشاریاں اچھی نہیں
یہ نہیں شایان شان الذین آمنو

حامئ دین متیں اک دن بفضل کبریا
سلسبیل کوثرو تسنیم ہو گی اور تو

اظہار تشکر

اے خدا شکر ترا، شکر ترا،شکر ترا

خاک بے مایہ سے انسان بنایا مجھ کو
زیور دانش و حکمتسے سجایا مجھ کو
نقش پائے شہ عالم پہ چلایا مجھ کو

اے خدا شکر ترا، شکر ترا،شکر ترا

تیرہ و تار فضامیں میں بھٹکتا رہتا
اور نہ جانے پہونچتا کہاں،گرتا پڑتا
گر کہیں تیرے کرم سے نہ اجالا ہوتا

اے خدا شکر ترا، شکر ترا،شکر ترا

تیری بخشش نے چلائی جو محبت کی نسیم
غنچۂ روح کھلا پھٹ پڑی اس سے شمیم
گر گیا تن سے مرے نفرت و وحشت کا گلیم

اے خدا شکر ترا، شکر ترا،شکر ترا

ساقیٔ کوثرو تسنیم کا میخوار کیا
بدۂ حب نبی سے مجھے سرشار کیا
دل تاریک کو رشک مہ ضوبار کیا

اے خدا شکر ترا، شکرترا،شکرترا

تو نے بخشی ہے فضاؤں میں بھی پرواز کی تاب
کردیا خاک کے ذرے کو بھی ہمدوش سحاب
مجھ کو بخشی تیری بخشش نے ادائے شب تاب

اے خدا شکر ترا، شکرترا،شکرترا

مجھ کو طوفاں کھلاتا ہے سہارا تیرا
غرق ہونے سے بچاتا ہے سہارا تیرا
اور ساحل سے لگاتا ہے سہارا تیرا

اے خدا شکر ترا، شکرترا،شکرترا

ماندگی مجھ میں جو پاتی ہے عنایت تیری
سرمۂ نیند لگاتی ہے عنایت تیری
میرا دکھ درد مٹاتی ہے عنایت تیری

اے خدا شکر ترا، شکرترا،شکرترا

حسرت و یاس نے جب بھی مجھے بیزارکیا
تیری رحمت نے بڑے پیار سے بیدار کیا
میں تو غفلت میں پڑاتھا مجھے ہشیارکیا

اے خدا شکر ترا، شکرترا،شکرترا

عہدۂ شکر سے ہو عہد برا ناممکن
لاکھ اختؔر ہوں مگر تیری ثنا ناممکن
مرغ شیراز بھی یہ بول اٹھا ''ناممکن''

اے خدا شکر ترا، شکر ترا، شکر ترا

فریاد

مدینے جانے والے دردمندوں کی صدا سن لے
غریبوں کی حکایت بے کسوں کی التجا سن لے

پکڑ کر روضۂ اقدس کی جالی چوم کر کہنا
دل فرقت زدہ کی اے حبیب کبریا سن لے

عنادل مائل شور و فغاں ہیں گل ہیں پژمردہ
خدارا جو دوراں اے زمانے کے شہا سن لے

تمہارے ہجر میں پردرد میری زندگانی ہے
براہیمی چمن کے عندلیب خوشنوا سن لے

گھرا کب سے پڑا ہوں بحر عصیاں کے تھپیڑوں میں
شکستہ ناؤ ہے ناساز رفتار ہوا سن لے

ہے باد صر صر الحاد کی یورش بہر جانب
پڑے ہیں رہزن ایماں بشکل رہنما سن لے

وہ مسلم حرکت غمزہ تھی جن کی قہر ربانی
وہ سہتے ہیں زمانے کی ہر اک جور و جفا سن لے

وہ مسلم مارتا تھا ٹھوکریں جو تخت شاہی پر
وہ مارا مارا پھرتا ہے مثال بے نوا سن لے

نگاہ لطف ہو حال پریشان مسلماں پر
طفیل گنبد خضریٰ ہماری التجا سن لے

یہی اک آرزو ہے میرا مدفن ہو مدینے میں
خلیل ملتجیٰ سن لے مسیحی مدعا سن لے

چمک پاتے ہیں سب تجھ سے مری قسمت بھی چمکا دے
ہمارے مخزن رحم و کرم کان سخا سن لے

یہی ہے مختصر فریاد قلب اختؔر محزوں
مرے مشکل کشا سن لے مرے حاجت روا سن لے

وداع ماہ رمضان

الوداع اے راحت جانِ مسلماں الوداع
الوداع صدائے بنائے دین و ایماں الوداع
کہتا ہے ہر لحظہ بہ لحظہ قلب حیراں الوداع
الوداع اے نازش مہر درخشاں الوداع
الوداع اے میرے پیارے ماہ رمضان الوداع

گلشن انسانیت میں آیا تو بن کے بہار
تیری عظمت خود بیاں کرتا ہے رب کردگار
کر رہاہے کیوں جدائی سے میرا سینہ فگار
جا رہاہے چین کو لے کر کہاں فرّح تبار
الوداع اے میرے پیارے ماہ رمضان الوداع

عندلیبان چمن کو کیا مسرت عید سے
ہو گئے جب آج وہ محروم تیری دید سے
دل کو تو مخمور کرتا تھا مئے توحید سے
ہو گئے محروم تیری مئے کی آشا عید سے
الوداع اے میرے پیارے ماہ رمضان الوداع

کیاکہوں جب حال دل ہے سامنے تیرے عیاں
چشم گریہ میں ہے میری بند ہے میرا دہاں
ہے ہماری آج عرض حال سے قاصر زباں
اور اشک غم کا ہے سیلاب آنکھوں سے رواں
الوداع اے میرے پیارے ماہ رمضان الوداع

آج سونا سا نظر آتا ہے سارا گلستاں
کیوں نظر آتے ہیں ساکت بلبلان نغمہ خواں
دل کے ہر گوشے سے آتی ہے صدائے الاماں
اختر خستہ کو بتلا جا رہا ہے تو کہاں
الوداع اے میرے پیارے ماہ رمضان الوداع

نمازعشق

کیوں چاند ہے پیلا پیلا سا کیوں شور ہے برپا تاروں میں
کیا آج نبی کا لخت جگر ہے تیغوں کی جھنکاروں میں

اس شیر خدا کے بچے نے سکھلایا زمانے کو یہ سبق
پیغام حیات تو مضمر ہے شمشیروں کی دھاروں میں

جو خون کی ننھے دھار کبھی نکلی تھی گلوئے اصغر سے
ڈالی ہے اسی نے روحِ بقا اسلام کے ان گلزاروں میں

اعدائے نبی کے جھرمٹ میں دیکھو تو نبی کے پیاروں کو
جیسے کہ گلِ نکہت افزاں خنداں ہوں ستمگر خاروں میں

کہتے ہیں نماز عشق کسے شبیر سے کوئی جا پوچھے
معبود کی چوکھٹ پرخم ہے سر تیروں کی بوچھاروں میں

وہ سر جو کسی دن چمٹا تھا محبوب خدا کے سینے سے
یہ شامیٔ ناحق کوش اسے پھرتے ہیں لئے بازاروں میں

اے زر کے پرستارو سوچو رکھا ہے کسے تشنہ تم نے
ہے مصحف رخ کی جس کے جھلک قرآن کے ہر ہر پاروں
میں

اک چاند چمکتا ظلمت کے پردوں کو ہٹانے آگے بڑھا
باقی نہ بچا جب کوئی بھی زہرا کے بہتر تاروں میں

تفسیر لمن یقتل بننا امت کو سکھانا تھا ورنہ
کاٹے جو گلوئے آل نبی ہے تاب کہاں تلواروں میں

اک پیکر حق و صداقت نے اس رازکو افشاں کرہی دیا
جنت کی بہاریں پنہاں ہیں زنجیروں کی جھنکاروں میں

بیمار سی حالت دیکھ کے تم بیمار نہ سمجھو عابد کو
ہوتے ہیں مسیحا وقت کے جو یہ بھی ہیں انھیں بیماروں میں

اے کوفی لایونی سن لے شبیر ہیں ان مسہ پاروں میں
کوئی بھی نہیں ثانی جن کا ان مہر وقمر ان تاروں میں

آباد تھا کرنا امت کے تاراج شدہ گھرکوورنہ
خیموں کو جلادیں انگارے جرأت یہ کہاں انگاروں میں

اب دست درازی گلچیں کی ان پھولوں تک بھی آپہونچی
اختر جو پلے تھے پیارے خدا کے پیارے نبی کے پیاروں
میں

چہرے بتا رہے ہیں یہ بارہ امام کے
سب عکس بے مثال ہیں خیرالانام کے

جو کھو گئے ہیں عارض و گیسوئے یار میں
فرصت کہاں کہ پیچھے لگیں صبح و شام کے

دیکھے گئے ہیں قیصر و دارائے وقت بھی
قدموں پہ سر جھکائے تمہارے غلام کے

لاتعرفوا کہیں تو کہیں **لاتقدموا**
قرآن دے رہا ہے اصول احترام کے

اپنے تو اپنے غیر کے دامن بھی بھر گئے
قربان تیرے جود ترے فیض عام کے

کتنے نظام آئے رہے اور چلے گئے
ٹھہرا نہ کوئی سامنے ان کے نظام کے

ہے دنگ اوج عرش معلیٰ بھی دیکھ کر
جلوے تیرے عروج تیرے احتشام کے

اللہ کا کلام تھا طالب حبیب کا
اور حضرت کلیم تھے طالب کلام کے

کہتے ہوئے یہ قطرہ سمندر میں کھوگیا
قربان اس بقا کے نثار اس دوام کے

بے شک ہیں جبرئیل شدید القویٰ مگر
آگے نہ جا سکے وہ میرے خوش خرام کے

اپنا شریک ہم کو کیا لاشریک نے
احکام بھیج کر کے درود وسلام کے

اختؔر کرم ہے نعت رسول کریم کا
چرچے ہیں ہر دیار میں تیرے کلام کے

منقبت

تابش زندگی مرکز آگہی تیری کیا شان ہے خواجۂ خواجگاں
ہے رضا میں تیری تیرے رب کی خوشی میرا ایمان ہے خواجۂ خواجگاں

نور ہی نور ہے تیرے دربار میں غرق ہے روضۂ پاک انوار میں
آپ کی آپ کے رب کی سرکار میں کس قدر مان ہے خواجۂ خواجگاں

اتنا مجھ پر کرم آپ فرمایئے آیئے آیئے بے حجاب آیئے
بخت خفتہ کو آکر جگا جایئے میرا ارمان ہے خواجۂ خواجگاں

کتنے کھوٹوں کو جس نے کھرا کر دیا کتنے سوکھوں کو جس نے ہرا کر دیا
غم سے چاہا جسے ماورا کر دیا تیرا فیضان ہے خواجۂ خواجگاں

شرم مانع ہے عرض خطا کے لئے لاج رکھ لو ہماری خدا کے واسطے
ہاتھ اپنا اٹھا دو دعا کے لئے دل پشیمان ہے خواجۂ خواجگاں

وقت رحلت جبیں پر جو تحریر تھی رفعت شان اقدس کی تفسیر تھی
تو حبیب خدا ہے حبیب خدا رب کا اعلان ہے خواجۂ خواجگاں

روح شیر خدا راحت فاطمہ مظہر شان مختار ہر دوسرا
ہند کی سرزمیں کے لئے باخدا رب کا احسان ہے خواجۂ خواجگاں

کیوں رہے خوف طوفاں سے اندوہ گیں یہ ترا اختر بندۂ کمتریں
یہ تصور نہیں کیا سکوں آفریں تو نگہبان ہے خواجۂ خواجگاں

خانقاہ اشرفی

طور سینا ہے کہ ہے خانقاہ اشرفی
کس قدر رونق فزا ہے جلوہ گاہ اشرفی

اے دل مضطر نہ گھبرا ہوش میں آ اس کی جگہ
دیکھ وہ پیش نظر ہے بارگاہ اشرفی

درد دل میں لے کے بیٹھا ہوں انھیں کے آس میں
دیکھئے ہوتی ہے کب مجھ پر نگاہ اشرفی

لوگ دامن کو کشادہ کر کے کیوں مسرور ہیں
ہاں کہیں اے دل نہ ہو یہ بارگاہ اشرفی

لاڈلے شیر خدا کے غوث کے فرزند ہیں
شاہ سمنان کے ہیں پیارے میرے شاہ اشرفی

ساتھ عالم چھوڑ دے اس کی مجھے پرواہ نہیں
میں سگ اشرف ہوں کافی ہے پناہ اشرفی

کاش اختؔر مجھ کو طیبہ میں ملے تھوڑی سی جا
ورنہ میری قبر ہو اور بارگاہ اشرفی

چشم الطاف اشرف پیا مل گئی
میرے درد جگر کی دوا مل گئی

دل کو اشرف پیا تیرا غم کیا ملا
سچ تو یہ دولت بے بہا مل گئی

میں ہوں ممنون تیرا مرے درد دل
حشر میں رحمت کبریا مل گئی

تخت کو کیوں نہ وہ مار دے ٹھوکریں
تیری چوکھٹ جسے ساقیا مل گئی

اللہ اللہ رے حسن کی تابشیں
تیرگیٔ جہاں کو ضیا مل گئی

روح افروز اختؔر تیری راگنی
دست رحمت سے تجھ کو دعا مل گئی

نذر عقیدت

بارگاہ غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ

وہ شہنشاہ روزگار ہوئے
مظہر شان کرد گار ہوئے

اے خوشا بخت شاہ سمنانی
ہم غریبوں کے غم گسار ہوئے

تخت سمناں کو مار کر ٹھوکر
سارے عالم کے تاجدار ہوئے

ان کے جلووٴں سے ہے جہاں روشن
شمع اشرف پہ جو نثار ہوئے

پھر خزاں نے یہاں کا رخ نہ کیا
جب سے وہ نازش بہار ہوئے

میرے ساقی نگاہ لطف و کرم
تشنہ لب پھر یہ بادہ خوار ہوئے

کتنے ناوک فگن یہاں اختؔر
غمزۂ حسن کے شکار ہوئے

خراج عقیدت

شاہ سمناں جو تمہارا ہو گیا
پھر زمانہ اس کا سارا ہو گیا

ہوگئی پرنور بزم عاشقاں
حسن پنہاں آشکارا ہو گیا

پڑ گئی جس پر نگاہ نازنیں
عرش اعظم کا وہ تارا ہو گیا

ڈوبتے میں یاد ان کی آ گئی
پیدا طوفاں سے کنارا ہو گیا

چشم پرنم اور دل میں الجھنیں
ہجر میں یوں ہی گزارا ہو گیا

بد نصیبی خوش نصیبی ہو گئی
جب تمہارا اک اشارا ہو گیا

اس کے در کی بھی غلامی فخر ہے
جس کو وہ کہہ دیں ہمارا ہو گیا

خیرو چشم ماہ و اختؔر ہوگئی
ان کا جلوہ آشکارا ہو گیا

ہٹ کے ظلمت سے ہم انوار تک آ پہونچے ہیں
مرحبا اشرفی دربار تک آ پہونچے ہیں

اک نگاہ کرم و لطف کی امید لئے
تیرے بندے تری سرکار تک آ پہونچے ہیں

پھر بھلا اپنی رسائی نہ رہے گی کیوں کر
تیری محفل میں تو اغیار تک آ پہونچے ہیں

کس کی رحمت نے پکارا ہے بڑے پیار سے آج
نیک تو نیک گنہگار تک آ پہونچے ہیں

چوٹ پر چوٹ جو دکھائی ہے ہمارے دل نے
عرض کرنے تری سرکار تک آ پہونچے ہیں

اضطراب و غم و درد و الم و رنج و بلا
اے مسیحا ترے بیمار تک آ پہونچے ہیں

اپنے ہی باغ کے پھولوں کو مسلنے کے لئے
بیوفا کیا ہیں وفادار تک آ پہونچے ہیں

مندمل کرتے جو افکار کے ناسوروں کو
حیف صد حیف وہ پیکار تک آ پہونچے ہیں

زلف الفت کا یہ الجھاؤ بھلا کیا سلجھے
ہاتھ مشاطہ کے تلوار تک آ پہونچے ہیں

سایۂ دست مقدس میں ہیں جو ہاتھ حضور
آج وہ جنگ کے ہتھیار تک آ پہونچے ہیں

تو نے بخشا ہے جسے اپنی نیابت کا شرف
رسوا کرنے اسے دیندار تک آ پہونچے ہیں

کھا گئے آہ لباس گل رعنا کا فریب
کاش یہ جانتے ہم خار تک آ پہونچے ہیں

رہنمائی کا ملا جن کو شرف ورثے میں
آہ وہ بغض کے دیوار تک آ پہونچے ہیں

منقبت

بیادگار حضرت شیخ المشائخ اشرفی میاں علیہ الرحمہ

مدد مدد کہ عجب کش مکش کا عالم ہے
مرے سفینے سے طوفان آج برہم ہے

پھر آج شانۂ حب رسول آ لے کر
کہ بکھری بکھری ہوئی زلف بزم عالم ہے

اے آسمان ولایت کے نیّر اعظم
تری نگاہ کا امیدوار عالم ہے

تمہارے ہجر کے مارے ہیں خوگر ساون
ہر ایک فصل میں باران دیدۂ نم ہے

نہ کر خدا کے لئے دیر ساقیا آجا
کہ روٹھے جام سے ہم جام ہم سے برہم ہے

کروں میں کس لئے اب آرزوئے تاجوری
ترے گداؤں میں ہوں مرتبہ یہ کیا کم ہے

جھکا ہے خاطر اختؔر بھی اے مرے آقا
فقط جبیں ہی نہیں در پہ آپ کے خم ہے

تضمین

برشعر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

اندریں محفل کن اندبسے لالۂ رخاں
نازش کاہکشاں، غیرت ماہ تاباں
ایک مثل تو ندیدم بہ نگاہ حیراں
اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں
اے نظر کردۂ و پروردۂ سہ محبوباں

میرے افکار کی زینت میرے اشعار کی جاں
عالم تیرہ و تاریک کے مہر درخشاں
دیکھ کر تجھ کو نواسنج ہوئے ماہ و شاں
اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں
اے نظر کردۂ و پروردۂ سہ محبوباں

ہر رگ و پے میں مئے خلق نبی ہے رقصاں
پھوٹتی ہے رخ انور سے شاع جیلاں
غمزۂ ناز ہے غماز ادائے سمناں
اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں
اے نظر کردۂ و پروردۂ سہ محبوباں

اب ہیں برگ گل گلزار حبیب رحماں
آنکھ ہیں نرگس رعنائے غزال جیلاں
اور رخسار حسیں ساغر آب رمّاں
اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں

اے نظر کردۂ و پروردۂ سہ محبوباں

تیرا سر،ناز کرے جس پہ کلاہ عرفاں
تیرا در،آکے جہاں خم ہو نعیم دوراں
تیرا پا، جس کا زمانہ ہے رہین احساں
اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں
اے نظر کردۂ و پروردۂ سہ محبوباں

تیرا باطن ہے میرا کعبہ دل قبلہ جاں
تیرے ظاہر پہ ہے آئینہ بھی محو حیراں
کیوں نہ پھر بول اٹھے اہل بصیرت کی زباں
اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں
اے نظر کردۂ و پروردۂ سہ محبوباں

تیری تخصیص نہیں اختر آشفتہ بیاں
کتنے اختر ہیں نشید آرا ،ترنم ریزاں
دیکھ خود شیخ رضا بھی ہیں یوں گوہرفشاں
اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں
اے نظر کردۂ و پروردۂ سہ محبوباں

گلہائے عقیدت

بارگاہ شیر بیشہ اہل سنت علیہ الرحمہ میں

حشمت دین متیں دانائے کیف و کم ہوا
پاسبان حق ہوا اسرار کا محرم ہوا

دشمنوں میں بن کے چمکا ذوالفقار حیدری
اور جب اپنوں میں پہونچا پیار کی شبنم ہوا

آسمان زرفشاں ہو یا زمین گل فروش
تو یہاں سے کیا گیا ہراک اسیر غم ہوا

آج تاریکی اڑاتی ہے اجالے کا مذاق
کہ تری دنیا کا اک انجم درخشاں کم ہوا

دل میں اپنے عشق پاک مالک عالم لئے
حاضر خلوت سرائے خالق عالم ہوا

پرتو احمدرضا پروردۂ امجد علی
آسمان اتقا کا نیر اعظم ہوا

زیست ہوسارے جہاں کی کیوں نہ اسکی زندگی
پیکرآدم تھا لیکن وسعت عالم ہوا

کتنی آنکھیں ہیں جو اس کے ہجر میں ہیں اشکبار
دیدۂ اخترؔ فقط تو ہی نہیں پرنم ہوا

☆☆☆☆

غالباً ان کے زلفوں کو چھو آئی ہے
کر رہی ہے صبا عطر افشانیاں

پیر عبد الغفور

وہ محبت وہ مروت وہ شرافت تیری
رقص کرتی ہے نگاہوں میں عقیدت تیری

جامۂ فقر میں تو بخت کا اسکندر تھا
آج اعلان یہ کرتی ہے مشیخت تیری

دامن اشرف سمنان ترے سر پر ہوگا
رنگ لائے گی قیامت میں یہ نسبت تیری

نزع کے کرب جگر پاش سے محفوظ رکھا
رب کو منظور تھی کس درجہ رعایت تیری

تو نے پیری میں کئے کام جواں سالی کے
کتنی مضبوط و توانا تھی نقاہت تیری

عشق کہتے ہیں اسے اس کو فنا کہتے ہیں
صورت شیخ کی آئینہ تھی صورت تیری

کردیا اشرفی سرکار نے سرکار تجھے
عظمت شیخ کی غماز ہے عظمت تیری

دن کو ہشیار رہے رات کو بیدار رہے
تیرے چہرے سے نمایاں تھی ریاضت تیری

جھوم کر اس پہ سدا رحمت باری برسے
نکہت و نور میں ڈوبی رہے تربت تیری

☆☆☆☆

ساقی نے پلادی ہے صہبائے نشاط آور
بے وجہ نہیں اختؔر رندوں کی یہ سرشاری

☆☆☆☆

حسن پہ جس کے شیداہو رب جہاں
اے خوشا بخت وہ مہ لقا گیا

منقبت سرکار کلاں قدس سرہ

کرم ہے میرے کریم تیرا اسیر مختار ہو گیا ہوں
ہزاروں آزاد رشک میں ہیں میں وہ گرفتار ہو گیا ہوں

تیری انا میں فنا سے پہلے میری انا کی بساط کیا تھی
مگر اب اپنے کو دیکھتا ہوں تو ایک سنسار ہوگیا ہوں

حضور ایسی فنا عطا ہو ملے بقائے دوام جس سے
زمانہ دیکھے تو بول اٹھے تمہارا اظہار ہوگیا ہوں

جہاں میں جاؤں گا تیری نسبت کی روشنی میرے ساتھ ہوگی
ملی ہے جب سے تیری غلامی امینِ انوار ہوگیا ہوں

رہین احسان جام و ساغر یہ میری سرمستیاں نہیں ہیں
شہید کیفِ شراب ناب نگاہ سرکار ہوگیا ہوں

تیری حقیقت کی معرفت کے لئے جو نکلا وہ بول اٹھا
سمجھنا درکنار ٹھہرا میں خود پُراسرار ہوگیا ہوں

میں اپنی خود وارفتگی پہ قرباں میں اپنی دیوانگی کے صدقے
وہ دیکھ کر مسکرا رہے ہیں عجب طرحدار ہوگیا ہوں

یہ میرا دل دل نہیں ہے یارو یہ شہر مختار بن گیا ہے
طواف میر کرے زمانہ میں اس کا حقدار ہوگیا ہوں

عجب نہیں ہے اگر یہ اعدائے دین مجھ سے لرز رہے ہیں
جو کردے باطل میں حشر برپا وہ تیری للکار ہوگیا ہوں

جہاں میں جاتا ہوں لوگ مجھ کو نگاہ الفت سے دیکھتے ہیں
جسے نہیں ہے خلش کسی سے میں تیرا وہ پیار ہوگیا ہوں

ادب سے پرہیز گاریاں بھی بچشم تحسین دیکھتی ہیں
بفیض سودائے عشق اختؔر میں وہ گنہگار ہوگیا ہوں

سلام بارگاہ خیرالانام ﷺ

السلام اے رحمت العالمیں
السلام اے مظہر دین مبیں
السلام اے رونق کون ومکاں
السلام اے راز حق کے راز داں
السلام اے صاحب کوثر سلام
السلام اے حق کے پیغمبر سلام
السلام اے خاتم پیغمبراں
السلام اے رہنمائے رہبراں
السلام اے راحت و آرام جاں
السلام اے دستگیر بیکساں
السلام اے پیکرحسن و جمال
السلام اے صاحب فضل و کمال
السلام اے رہبر دین خدا
حامی و ناصر مددگار ومعیں
مدعائے مژدہ عیسیٰ سلام
منتہائے مقصد موسیٰ سلام
کیجئے مقبول اخترؔ کا سلام
شاہ ولیں کے نبیوں کے امام

السلام اے نعمت حق رحمت رب جلیل
السلام اے دعوت عیسیٰ بشارات خلیل
السلام اے پیکر صدق وصفا صبرورضا
السلام اے صاحب قرآن و اخلاق جمیل
السلام اے حجت حق کے آیۂ رب العلا
قول پاک تست دراسلام دعویٰ رادلیل
السلام اے شہرۂ آفاق درروم و عجم
فتح کردی ہفت اقلیمے دریں عمر قلیل
السلام اے چشمہائے آب شیریں یافتی
درگلستان ارم تسنیم وکوثرسلسبیل
نام پاک تو محمد رحمت اللعالمیں
ذات پاک تست ختم المرسلیں بے قال وقیل
تابع فرمان عالی عالم ہژدہ ہزار
خادم درگاہ تو روح الامین و جبرئیل
السلام اے نام پاک تو شفیع المذنبین
ذات پاک تست ہر مخلوق را نعم الوکیل
آمدہ نعت محمد درکتاب کبریا
ہرگز آساں نیست نعش اختر خواروذلیل

السلام یا صدیق اکبر

السلام اے یار غار رحمت للعالمین
السلام اے جانثار مالک دنیاودیں
السلام اے انتخاب نور رب العالمیں
السلام اے قلزم اسلام کے در ثمیں
السلام اے مظہرشان شفیع المذنبیں
مونس وغم خوار محبوب الہ لعلمیں
السلام اے مصطفیٰ کے جانشین اولیں
خاتم سلطان بحروبر کے تابندہ نگیں
السلام اے محرم راز نبوت السلام
السلام اے آسمان دین کے ماہ تمام
السلام اے گلستاں احمدی کے باغباں
السلام اے پیکر صدق وصفا شیریں بیاں
السلام اے جبکہ تو ہے شان شان ذوالجلال
مات کھائے کیون نہ تیرے عدل سے نوشیرواں
السلام گر نگاہ ناز اٹھ جائے ادھر
دیکھ کے جائے گی کترا میرے گلشن سے خزاں
السلام اے گر رخ زیبا سے ہٹ جائے نقاب
ابر میں چھپ جائے مارے شرم مہر ضوفشاں
السلام اے حامل دین شریعت السلام
بادخوار جرعۂ دست رسالت السلام
السلام اے موج بحر صدق تم پر السلام
اعلیٰ ہرشئے سے ہو تم بعد پیمبرالسلام

السلام اے تیری سیرت کے ثناخوان مصطفیٰ
ہوسلامی تم پہ ممدوح پیمبرالسلام
السلام اے تم ہو محبوب کبریا
السلام اللہ کے دلبر کے دلبرالسلام
السلام اے اختؔر ناچار کے فریادرس
دستگیری کیجئے دست پیمبرالسلام
اک نگاہ لطف کی امید رکھتا ہوں حضور
بارش رحمت ہو شانِ رحمت رب غفور